حسینؓ دوسروں کی نظر میں

مکتبۂ احباب
انارکلی لاہور

قیمت ۲ روپے

کیا ہر مسلمان کے پیارے ہیں حسین

مولف :- انجم وزیر آبادی لاہور

ناشر :- مکتبہ احباب ، لاہور

طابع :- مدینہ پرنٹنگ ہاؤس گنپت روڈ

چند مبصرین

ڈاکٹر راجیندر پرشاد

پنڈت جواہر لال نہرو

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

مہاتما گاندھی

مہاراجہ جگجیت سنگھ والیٔ کپورتھلہ

کنور مہندر سنگھ بیدی

پروفیسر سردار خزان سنگھ

سردار سنت سنگھ ایڈیٹر "انصاف"

دستور کیخسرو جہیار کنور (پیشوائے اعظم فرقہ پارسی)

سر بہرام جی جی جی بھائی سابق صدر امپیریل بنک آف انڈیا

مسٹر کارلائل

سر جارج ٹامس

سر فریڈرک جیمز

لارڈ ہیڈلے

جسٹس آرنلڈ

ڈاکٹر میسو ماریین (جرمنی) اور فادر پلاسش۔

دوشِ رسولؐ کے راکب، خاتونِ جنت کے جگر گوشہ اور فاتح خیبر کی آنکھ کے تارے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام شہیدان راہِ حق کے کارواں سالار ہیں جنہیں تاریخ نے اپنے ناصیۂ امتیاز کا آفتاب بنایا ہے صرف مسلمان ہی نہیں، دنیا کا ہر ملک اور ہر قوم حضرت امام حسینؑ کی بے مثال قربانی کو انسانیت کیلئے سرمایۂ فخر سمجھتی ہے۔

اس کتاب میں وہ تمام ہدیہ ہائے عقیدت یکجا کر دیئے گئے ہیں جو دوسری قوموں کے صاحبانِ علم و فکر نے اس شہیدِ اعظم کے حضور پیش کیے۔

ناشر

ہندو دربارِ حسینی میں

حق و انصاف کی خاطر، موت، نجات کی خاطر فنا بہتر ہے، اور
اچھی زندگی گذارنے والوں کے لئے ایک لافانی پیغام ہے۔ شہادت
کی پُرعظمت موت بیمثال قربانی ہے۔ ایسی قربانیوں نے نہ صرف یہ کہ
تہذیب کو زندہ رکھا ہے بلکہ اس کو مالا مال کیا ۔ اور ترقی بخشی ہے،
امام حسینؑ کی قربانی ایسی ہی تھی اور اس نے نہ صرف یہ کہ اسلامی
فکر و عمل کو تابش بخشی، بلکہ تمام انسانیت کو سنوارا ہے۔ آج
جب کہ افراد اور قوم میں بغض و حسد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اور انسانی
خون بہانا اصول بن چکا ہے۔ کیا ہم تباہ و برباد نہ ہو جائیں گے، اگر
ہم امام حسینؑ اور ان کے رفقا کی تعلیمات کو اپنے افکار کا سرمایہ اور اپنے عمل کا مرکز نہ بنالیں؟
آج ہم کو اپنے دل میں ٹھان لینا چاہیے کہ ہم قیامِ امن و ترقی اور انسانیت
کے ارتقاء کے لئے خدمت اور قربانی کے ان جواہر ریزوں کو عمل کی شکل

یں تبدیل کر دیں گے جو کربلا کے شہدا سے ہم کو حاصل ہوئے ہیں۔

ہز ہائی نس مہاراجہ بیشدر پور

(شیعہ لاہور)

آج سے تیرہ سو سال قبل کربلا کے خونی میدان میں جو ہولناک اور دردانگیز سانحہ وجود میں آیا تھا۔ اس کی یادگار ہر سال محرّم کے مہینہ ساری دنیا میں منائی جاتی ہے۔ رسول خداؐ کے پیارے نواسے حضرت امام حسینؑ نے ظالم کے مقابلہ کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ وہ جوروتعدّی کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہیں تھے۔ ان میں عقیدہ اور ضمیر کی پختگی تھی۔ اعلیٰ ترین مقاصد اور بلندترین نصب العین ان کے سامنے تھا۔ انہوں نے ایک بڑی اور طاقتور فوج کا دنداں شکن مقابلہ کیا۔ وہ اور ان کے ساتھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔

دشمن کے ظلم وستم کا مقابلہ آپ نے خدا کے انصاف پر اعتماد رکھتے ہوئے اپنے اٹل ارادے، اپنی بلند ہمتی اور اس مستحکم عقیدہ سے کیا کہ چاہے اس وقت جو کچھ بھی ہو مگر آخر میں فتح حق و صداقت کو ہی نصیب ہوگی۔

تاریخ اسلام کی یادگار یہ واقعہ عقائد کے اختلاف اور نسل ورنگ اور مذہب کے تنگ نظریات سے بالاتر ہے اور اس قابل ہے کہ نسل انسانی اس کو اپنے دلوں میں جاگزین کرے اور قربانیوں کی پرواہ

کئے بغیر ادائے فرض کی اہمیت کو سمجھ لے
انہی جذبات کے تحت اس عظیم الشان ہیرو کی خدمتِ عالیہ میں میں
اسکی برسی کے موقع پر ہدیۂ خلوص پیش کرتا ہوں۔
مجھے یقین ہے کہ اس زندہ جاوید شہیدِ اعظم کی قربانی ہمیشہ ان
لوگوں کے دلوں میں جوش اور تازگی پیدا کرتی رہے گی۔ جو انصاف،
آزادی اور عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں دینے سے گریز نہیں کرتے،
ہز ہائی نس مہاراجہ جیواجی راؤ سندھیا۔ گوالیار
(حسینیؑ پیغام بمبئی)

اس بڑی اور شاندار قربانی کا کیا بھید ہے، ظاہری اور اجمالی نقطۂ نظر سے واقعات کو دیکھ کر لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ حسین نے بھوک اور پیاس، دُکھ اور درد، رنج و غم کی تکالیف برداشت کیں لیکن جب ہم ان واقعات پر ذرا اور بلندی اور روحانی نقطۂ نظر سے غور کرتے ہیں تو یہی علوم ہوتا ہے کہ ایک بڑی آتما ان میں موجود تھی، اور وہ ایک بڑی آتما میں تھے

حسینؓ نے ایک عظیم المرتبت اور شاندار قربانی حق اور انسانیت کی حفاظت کے لئے پیش کی۔ ان کی شہادت انسانیت کے لئے مسلسل درس ہے کہ حق و انصاف کبھی دبائے نہیں جا سکتے اور بالآخر فتح پاتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں پیغمبر اسلام کے بعد وہ سب سے بڑی ہستی کہے جا سکتے ہیں۔ صداقت انصاف اور فرض کی قربان گاہ پر انہوں نے تیرہ سو سال پہلے اپنے آپ کو بھینٹ چڑھایا۔ لیکن ایک بلند اور اعلیٰ مفہوم میں وہ آج بھی زندہ ہیں اور فرض شناسی جرأت اور حب الوطنی کے پیغام کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

راجہ مہیشور دیال سیٹھ۔ ایم۔ ایل۔ سی (تعلقدار کوٹھ)

(حسین ڈے رپوٹ)

حضرت امام حسینؑ کی شہادت ایک ایسا واقعۂ عظیم ہے جیسا نہ کبھی کہیں ہوا اور نہ خود تاریخ اس کا مقابل لا سکی ۔ ملل ماضیہ اور ان کی تاریخ اگر اسی طرح قبول کر لی جائے ۔ جس طرح اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے تب بھی ان کا کوئی شہید یا سلسلۂ شہدا مشکل سے ہمارے شہید کی عظمت و شرافتِ اعمال کا مقابلہ کر سکے گا ۔ اولیائے مذاہب اور ان کی تکلیفیں حسینؑ کے انبوہِ مصائب پر غلط انداز نظر سے بھی ٹھہرا جائیں گی ۔ کسی صلیب زدہ جسم کی چند کیلیں حسین کے جسم اقدس میں چبھنے والے بے شمار تیروں اور نیزوں کی انیوں کے سامنے بے حقیقت ہوں گی ۔

اس حیثیت کی تاریخ دشمنوں ہی کی زبان اور قلم نے ہمارے حوالہ کی ، حسین کا دوست واقعہ نگار کوئی زندہ نہ چھوڑا گیا ۔ اگر کوئی واقعہ نگاری کر سکتا تو علی بن الحسین ، اور مخدرات عظمت ، امام زین العابدینؑ اپنی قید سے بہت پہلے بستر علالت پر مقید تھے اور پردہ نشین بیبیاں حسین کی زندگی تک بیرونی حالات سے بہت کچھ بے خبر تھیں لیکن حسینؑ کی شہادت کے بعد نہ صرف علی بن الحسینؑ اپنے بستر علالت سے کھینچے گئے کہ وہ اس کے بعد کے واقعات دیکھیں بلکہ مخدرات عصمت و طہارت نے بھی یہ دیکھا کہ ہمیں

اپنے تقاضائے غیرت کے خلاف عام نگاہیں دیکھتی ہوں گی۔

حسینؑ کی شہادت نے تاریخِ اسلام پر عام اس سے کہ وہ گذشتہ ہو یا آئندہ ایسی تیز روشنی ڈال ہے، جس سے واقعات کا اصلی رنگ معلوم ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ دشمنوں نے خاندانِ رسالت کے مٹا دینے میں کس شرمناک کوشش سے کام لیا ہے۔ کوئی گھر عالم میں ایسا تباہ و برباد نہ ہوا ہو گا جیسا کہ خاندانِ رسالت تباہ و برباد ہوا۔ ؎

صحرائے کربلا میں ہوا کیا بری چلی ‎ ‎ ‎ ‎ پانی طلب کیا تو گلے پر چھری چلی

دنیا میں کوئی چھوٹا سا لشکر اس شان سے دشمن کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہوا جیسے حسینؑ کے یہ چند بچے، جوان اور بوڑھے رفقا کھڑے تھے۔ وہ زمین، وقت، اور اتفاق پیدا نہیں ہوا جس میں اتنے ٹڈی دل لشکر کے مقابلہ میں باوجود گرمی اور پیاس کی شدت کے یہ چھوٹا سا لشکر مطمئن اور منتظر کھڑا تھا۔ شاید ہی کسی لشکر کو اپنی شکست اور کسی سپاہی کو اپنے قتل کا ایسا یقین ہو، جیسا حسینؑ کے لشکر اور سپاہیوں کو تھا۔ اور شاید ہی کوئی لشکر اس یقین کے بعد اس استقلال، اس شان، اور شہادت کے شوق میں اپنی موت کا ایسا منتظر ہو اور ان کی یہ بے خوفی، مصائب

پر صبر استقلال اور جان سے لا پروائی نہ ہوتی، اگر وجہ ایسی عظیم نہ ہوتی اور شائد باوجود وجہ کے بھی دنیا کا یہ حیرت خیز واقعہ، واقعہ کی صورت میں نہ آتا۔ اگر ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ جیسے حسینؓ تھے۔ ابن سعدؓ کے لشکر کی تعداد کم سے کم سے کم تیس ہزار اور امام حسینؓ کے لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ بہتر نفوس تھی۔

لشکر حسینؓ کے ایک ایک جانباز سپاہی نے اپنے دل کو سپاہیانہ ہوش میں بلکہ شہادت کے جوش میں اور موت کی جلدی کے لئے دشمنوں پر بے مارا، اصحاب حسینؓ ہزاروں کافروں کو خاک و خون میں آلودہ کر کے عالم راحت کی طرف رخصت ہو گئے اور آخر کار حسینؓ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا بہادری میں درجہ اول حسین ابن علی کا ہے، انہوں نے بھوک اور پیاس کے باوجود ہزارہا دشمنوں کا مقابلہ یکہ و تنہا کیا۔ ان پر بہادری کا خاتمہ ہے، حقیقتاً آپ کو قتل کر کے حسینؓ کے دشمنوں نے تکبیر و تہلیل کو قتل کر ڈالا حضرت مولانا روم نے تاریخ کا مصرعہ کیا خوب فرمایا ہے

سر دیں را برید بے دینے

مہاراجہ سرکشن پرشاد

(سرفراز)

حسین کی تعلیمات عمل پیکار اور شہادت نے ان حقائق و صداقت کی تصدیق کردی جن پر ان کے نانا جناب رسالت مآب نے روشنی ڈالی تھی ۔

اپنے مقصد پر مضبوطی سے قائم رہنا ۔ دنیا کے مادی مفاد کی پرواہ نہ کرنا، ان سے قطع تعلق کر لینا، مصائب میں صبر استقلال کا سبق میدان کربلا میں اس طرح دہرایا گیا جس طرح عرب میں کبھی اس کی تلقین نہیں کی گئی تھی ۔ اس پاک مقصد میں حسینؑ (بظاہر) ناکام رہے ۔ لیکن انہوں نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے ایک غیر فانی کامیابی و لازوال شہرت حاصل کرلی ۔

کربلا کے شہدار کی زندگی کے ساتھ حسینؑ کے بلند نصب العین کا خاتمہ نہیں ہوا ۔ یہ نصب العین اکثر دہرایا گیا اور دنیا کے ہر گوشہ میں آج بھی اس کی یاد تازہ ہے ۔

ڈاکٹر ایس ۔ کے ۔ بینرجی پی ایچ ڈی (لندن)

(مسلم ریویو)

جیلن نے کیا سکھایا۔ یہ مادی دنیا جس میں ہم رہتے ہیں اس وقت اپنا توازن کھودیتی ہے جب اس کا رشتہ محبت کی دنیا سے ختم ہوجاتا ہے۔ ایسی حالت میں ہمیں نہایت ارزاں اور فرسودہ چیزوں کی قیمت اپنی روح سے ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ صرف اس وقت ہوسکتا ہے، جب مادیت کی معبد کرنے والی دیواریں حیات کی آخری منزل ہونے کی دھمکیاں دیتی ہیں۔

جب یہ ہوتا ہے تو بڑے بڑے تنازعے، حاسدانہ فتنے اور مظالم اپنے لئے جگہ اور موقع تلاش کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، کیونکہ وہ محدود ہیں ہمیں اس خرابی کی دلگداز خبر ملی ہے اور ہم صداقت کے محدود دائرے کے اندر ہی توازن قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

اس میں ہمیں ناکامیاں ہوتی ہیں اس موقع پر صرف وہی ہماری مدد کرتا ہے جو اپنی حیات شعار سے یہ ثابت کردکھاتا ہے کہ ہم روح بھی رکھتے ہیں۔ وہ روح جس کا مسکن محبت کی بادشاہت میں ہے اور پھر جب ہم روحانی آزادی حاصل کرتے ہیں تو مادی اشیاء کی مصنوعی نعمتوں کا زور

ہماری نگاہوں میں ختم ہو جاتا ہے

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور،،

(آنجہانی لاٹ لکھنؤ)

حسینؑ تاریخِ عالم میں شریف ترین سیرت کے حامل ہیں۔ کربلا میں ان کی شہادت ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس کی اہمیت اور عظمت روز بروز بڑھتی جاتی ہے، انسان جن بڑی اور عظیم المرتبت شخصیتوں کی تعریف کرتے اور ان سے محبت کرتے ہیں، حسینؑ ان پاکیزہ ہستیوں میں سے ایک ہیں ان میں شریف خیال، پاکیزگی، سادگی اور خلوص کی صفات مجتمع تھیں۔ جو لوگ دنیا میں انسانی محبت و عزت اور امن و سکون کے خواہشمند ہیں۔ ان کے لئے یہ صفات ایک مستقل ذریعہ الہام و حصولِ انسانیت و رواداری ہیں اور رہیں گی۔ یہ تمام اصول امام حسینؑ کی زندگی میں پائے جاتے ہیں اور انہی کے لئے انہوں نے شہادت کی موت اختیار کی۔

ڈاکٹر ایس وی پیتم بیکر۔ بنارس (صدر شعبہ تاریخ ہند یونیورسٹی،

(مون لائٹ لکھنؤ)

ہندو دربارِ حسینی میں

تاریخ جن عظیم ترین کرداروں سے واقف ہے، ان میں امام حسینؑ بھی ہیں فانی ہوکر لافانی تک پہنچ جانا محدود ہوکر لامحدود کو پالینا، یہی ان کی زندگی تھی۔ وہ تھے تو ایک فرد مگر انہوں نے اپنی ہستی کو وسعت دے کر پوری کائنات بنادیا۔ اس طرح وہ فانی النسانیت کی مجسم امید بن گئے، ان کی زندگی بتاتی ہے کہ انسان کس طرح دیوتا ہو سکتا ہے۔ امام حسینؑ نہ کسی عہد کے ہیں نہ کسی ملک کے۔ ارضی حد بندیاں ان کی عظمت کو محدود نہیں کر سکتی ہیں وہ تمام قوموں کے ہیرو ہیں۔ یہ کیوں۔؟

اس لئے کہ وہ اس بلند ترین معیارِ حق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو تمام نوعِ انسانی کے دل میں مستقل طور پر گھر کئے ہوئے تھے، اسی کے لئے جیئے، اور اسی کے لئے مرے، ان کے لئے حق یا دین کتابوں میں پڑھ لینے کے نہ تھا۔ نہ اس لئے تھا کہ صرف فرصت کے لمحوں میں اطمینان کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے۔ حق تو اس لئے ہے کہ اسے اپنی زندگی بنالیا جائے، اسے اپنی روح میں مستقل رکھا جائے۔ حق امام حسینؑ کے خون میں جاری تھا، اور ان کے نظامِ ہستی کا جزو لاینفک تھا۔ حق کو گوشت پوست والی زندہ چیزوں کی طرح مادی طور پر سمجھنا چاہیے۔ یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ زندگی کا ہر

لمحہ سوچ ہے۔ اس میں دم بھر کیلئے بھی لغزش نہ ہو۔

امام حسینؑ حق کا غیبی شعلہ بن کر چمکے، جس سے نور ہی نور پھیلا اور حرارت بھی۔ ان کی شجاعت کی حرارت نے ان کے دشمنوں کو جلا کر خاک کر دیا۔ ان کی بے مثال شخصیت کا ضو فشاں نور آج بھی خیال کی دنیا کو روشن کئے ہوئے ہے۔

ذیل کی چند ایک تفصیلات سے ظاہر ہوگا کہ امام حسینؑ کیونکر اپنے تمام افکار و اعمال میں ایک انسان کامل بنتے ہیں۔ ان کے والد بزرگوار حضرت علیؓ کی شہادت ان کے حصہ میں آئی تھی۔ حضرت علیؓ نے اپنی زندگی اس مقصد کے لئے وقف کر دی کہ رسولؐ کے اصولوں کے مطابق کرۂ ارض پر حق و انصاف کی حکومت قائم کر دیں۔ مگر ان کے دشمنوں کی طاقت بہت زیادہ تھی۔

رمضان ۴۰ ہجری کو مسجدِ کوفہ میں نماز کی حالت میں قاتل کے ایک وار نے ان کا کام تمام کر دیا، انہوں نے اپنے بیٹوں کو تاکید کی تھی کہ طاغوتی طاقت کے خلاف حق کی جنگ کو جاری رکھیں۔

تخت جو خالی ہو گیا تھا اس کے لئے اہلِ کوفہ کی متفقہ رائے سے امام

حسن کا انتخاب کیا گیا مگر ابھی انہیں اپنی نوجوان کو از سرِ نو ترتیب دینے کا وقت بھی نہ ملا تھا کہ دشمنوں کی فوجیں ان پر چھا گئیں اور انہیں امیر معاویہ کو خلافت سپرد کر کے مدینہ میں خانہ نشین ہونا پڑا۔ معاویہ کے بدکردار بیٹے یزید نے معاویہ کے بعد خلافت کو غصب کر لیا۔ اس شخص کی بداطواری اور مے نوشی پورے اسلام کی نفی تھی، اس کے عہد میں حالات تیزی سے خراب ہوتے چلے گئے۔ اب اسلام کی قسمت پر غور کرنے کے لئے امام حسین ہی صرف ایک ایسے مسلمان رہ گئے تھے۔ اس شدید غور و فکر میں انہیں نہ دن کو چین تھا نہ رات کو نیند۔ آخرکار انہوں نے طے کر لیا کہ جو کچھ بھی ہو۔ میں غاصب یزید کی سنگین فوجوں کا مقابلہ کر کے حق کی قربان گاہ پر اپنی جان کی قربانی پیش کر دوں گا۔ عقیدے کی ناقابل مقابلہ طاقت نے انہیں اکسایا اور انہوں نے اپنے عزیزوں، عورتوں اور بچوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو لیکر مدینہ سے کوچ کیا انہوں نے کربلا کے میدان میں اپنے خیمے نصب کئے اور دشمن نے دریائے فرات سے پانی لینے کے ذرائع مسدود کر دیئے۔

انفرادی مقابلے میں بنو فاطمہ کی قوت ناقابل شکست تھی، کیونکہ

اس میں قادرِ مطلق کی دی ہوئی حرارت شامل تھی لیکن دشمن کے تیر اندازوں نے ایک محفوظ فاصلہ سے ایک ایک کر کے سب کو قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ رسولِ خدا کا نواسہ دین کا تنہا محافظ رہ گیا۔ زخموں سے جاں بلب ہو کر انہوں نے اپنے آپ کو بمشکل دریا تک پہنچایا کہ ایک بوند پانی سے اپنا حلق تر کر لیں مگر دشمن کے تیر اندازوں نے اس کی بھی اجازت نہ دی انہوں نے ان کے بیٹوں اور بھتیجوں کو بھی ان کی آغوش میں قتل کر ڈالا۔ تب انہوں نے زندگی سے ہاتھ دھو کر یزیدیوں پر آخری حملہ کر کے انہیں ہر طرف سے پیچھے ہٹا دیا۔ لیکن زخموں کی کثرت سے امام حسینؑ غش کھا کر زمین پر گرے۔ قاتلوں کا مجمع دوڑ پڑا۔ اور ان کا سر کاٹ لیا۔ ان کی لاش کو پامال کر ڈالا اور اس کی تذلیل کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

اصول کی پیروی میں ایسی زبردست قربانی تاریخ میں اپنا جواب نہیں رکھتی امام حسینؑ انسانیت کے ایک بڑے ہیرو ہیں جن کی یاد کو ہر زمانے اور ہر ملک میں منانا چاہیئے، وہ اب بھی ایک زندہ طاقت ہیں جس سے مناسب موقعوں پر ہمیں مدد مانگنا چاہیئے۔ جس کی یاد اس طرح منانا چاہیئے جس طرح فطرت اپنے معرکوں کی یاد مناتی ہے

غیرفانی عظمت کے اعزاز میں یادگاری تقریبوں کو گردش میں رہنا چاہیے، سورج کی طرح، چاند کی طرح، موسموں کی طرح، مدوجزر کی طرح، اسی باقاعدگی کے ساتھ، اسی تکرار کے ساتھ، یہی طریقہ ہے جس سے فانی انسان اپنے اندر غیرفانی جلوہ دیکھ سکتا ہے۔

(ڈاکٹر رادھا کمار مکرجی (پروفیسر تاریخ و صدر شعبۂ تاریخ لکھنؤ یونیورسٹی)

(حسین ڈے رپورٹ لکھنؤ)

کربلا کا واقعہ شہادتِ انسانی کا وہ واقعہ ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا
جاسکتا اور جو دنیا کے کروڑوں مردوں اور عورتوں کی زندگی پر اثر ڈالتا ہے
اور ڈالتا رہے گا۔ ہندوستان میں اس واقعہ کی یادگار بڑی سنجیدگی سے
منائی جاتی ہے جس میں نہ صرف مسلمان حصہ لیتے ہیں بلکہ غیر مسلم افراد بھی
مساویانہ دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان شہداء کی زندگیاں ایسے زمانے میں
جب کہ ہم اس ملک میں جنگِ آزادی میں مصروف ہیں اور قوم و وطن
کی خاطر قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ ہمارے لئے منارۂ روشنی کی حیثیت
رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند

(شیعہ لاہور)

امام حسینؑ ایسے بہادر کسی خاص ملک اور مذہب سے تعلق نہیں رکھتے میدانِ کربلا میں حسینؑ اور ان کے رفقار کی قربانیاں اور وہ بلند مقاصد جن کے لئے انہوں نے اپنی جانیں دیں۔ موجودہ زمانے کی مبارز طلب قوموں کے لئے آنکھ کھولنے والے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے ملک کا ہر آدمی کربلا کی تاریخ کا ایک ایک ورق مطالعہ کرے گا اور حسینؑ کی قربانیوں کی تقلید اپنے ملک کے مفاد کے لئے کرے گا۔

ڈاکٹر جواہر لال روہتگی۔ ایم، ایل۔اے۔

(حسینؑ ڈے رپورٹ لکھنؤ)

سیدنا امام حسینؑ کی بلند اور پاکیزہ سیرت محسوس کئے جانے کی چیز ہے ایسے الفاظ کا پانا آسان نہیں جو ان کے کردار کی عظمت کے مکمل مظہر ہوں۔

یوں تو ان کی سیرت، روحانیت اور آنسوؤں کی سب سے زیادہ تابناک روشنی کربلا (کرب و بلا) کے اندر چمکتی دکھائی دیتی ہے، لیکن جو لوگ حسینؑ کی واقعۂ کربلا سے پہلے کی زندگی سے واقف ہیں۔ ان کے تئے اس زندگی کی بے داغ اور استوار پاکیزگی اس کی بشریت اس کا خلوص اور وقار، صداقت کی چٹان اور سخت امتحان کے مقابلے کی طاقت، یہ باتیں اتنی نمایاں ہیں کہ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر فرد سے بخوشی خراجِ عقیدت حاصل کرنے کا مطالبہ کرتی ہیں۔

ایسے مخلص راہبر روز روز پیدا نہیں ہوا کرتے۔

کیا صرف مسلمان کے پیارے ہیں حسینؑ
چرخِ نوعِ بشر کے تارے ہیں حسینؑ
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

مجھ ایسے گنہگار انسان کے لئے حسینؑ کے اخلاقی کمالات
کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ لگانا ۔

غالباً اپنی قابلیت سے بڑھ کر جرأت آزمائی کے مترادف ہوگا ۔
حسینؑ دنیا کے بڑے سے بڑے خدا رسیدہ رشیوں اور شہیدوں کے
ہم پلہ ہیں ۔
حسینؑ کا نام اور ان کا کام ، ان کی زندگی اور موت کے واقعات
ان نسلوں کی روحوں کو بیدار کریں گے جو ابھی پیدا نہیں ہوئیں ۔
پروفیسر رگھوپتی ، سہائے فراق گورکھپوری
(سرفراز لکھنو)

ایسی فضا میں جبکہ ہندو مسلم کشیدگی اپنے عروج پر ہے، ایک غیر مسلم کا ایک مسلمان رہنما کو خراجِ عقیدت پیش کرنا، بظاہر تعجب خیز ہے، اور ممکن ہے میرے ہندو بھائی میرے اس فعل کو اچھی نظر سے نہ دیکھیں۔ مگر ان کے پاس اس کا کیا علاج ہے کہ حسینؑ جسے میں خراجِ عقیدت پیش کر رہا ہوں، اپنی منفرد شخصیت، اپنی اولوالعزمی، اپنے بلند اور پاکیزہ مقاصد، اپنے کردار اور اپنی ہمت و حوصلہ کی وجہ سے "تاریخِ اسلام ہی نہیں" تاریخِ عالم میں بے نظیر حیثیت کا مالک ہے،

دنیا کے بڑے بڑے انسانوں اور خاص طور پر شہدائے عالم کی زندگیوں پر نظر ڈالو اور بتاؤ کہ مقاصد کی پاکیزگی، ارادوں کی بلندی، بے خوفی اور مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی قوت میں حسینؑ کا مقابلہ کرنے والا کوئی اور شہید نظر آتا ہے؟

جن حالات میں تکالیف کی شدت اور طوالت میں حسینؑ ابن علیؑ نے اپنا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی، ایسا سند یافتہ کوئی اور نہیں ہے؟

پھر اس میں کیا تعجب ہے کہ اگر میں غیر مسلم ہوتے ہوئے ایک

مسلم شہید کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کر رہا ہوں۔ جو درحقیقت صرف مسلم شہید ہی نہیں، بلکہ شہید انسانیت ہیں۔

کاش اس بدقسمت ملک کے ہم بدقسمت باشی ہندو مسلمان کی بجائے انسان کے نقطۂ نگاہ سے غور کرنا سیکھیں۔

کاش ہم محدود مفاد کی بجائے وسیع مفاد کو پیشِ نظر رکھیں تو ہم بلاتفریق مذہب و ملت حسینؑ کے سامنے سرِ نیاز جھکا دیں گے اور اس طرحِ حقیقی معنوں میں اس عظیم الشان انسان کی یاد منائیں گے جو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لئے شہید ہو گیا۔

خدا حسینؑ پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے

پروفیسر آتمارام ایم اے (ہوشیارپوری)

(زمیندار لاہور)

محمدؐ اور حسینؑ اگر تاریخ اسلام سے ان دو ناموں کو نکال دیجئے تو کچھ باقی ہی نہیں رہتا۔ اوّل نے تعلیم دی اور ثانی الذکر نے عمل کر دکھایا اوّل الذکر نے آواز دی اور ثانی الذکر نے لبیک کہا۔ اسلام مجموعہ ہے دو الفاظ کا علم اور عمل۔ محمدؐ علم تھے اور حسینؑ عمل، ان دونوں کے مجموعہ سے اسلام کی تاریخ بنتی ہے۔ اگر حسینؑ اپنے خون سے محمدؐ کے علم کو عمل نہ بناتے تو بعض معترضین کے نزدیک دین کا علمی پہلو کمزور رہ جاتا۔

کس قدر عظیم اور مقدس تھا۔ وہ انسان جس نے اپنا خون دے کر دین کی تکمیل کر دی اور معترضین کو اعتراض کا موقع نہ دینے کے لئے اپنی جان دینا گوارا کر لیا۔

کاش میرے ہندو بھائی غور کریں اور دیکھیں کہ وہ مذہب کیسے باطل ہو سکتا ہے جس کے پرستاروں میں یہ رُوح کارفرما ہے کہ اپنی جان دے کر اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرتے ہیں اور جس کے معمولی پیرو ہی نہیں بلکہ اس کے اکابر، بانی مذہب کے نواسے اور دوسرے رشتہ دار تک وقت آنے پر قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ حسینؑ اور

ان کے ساتھیوں نے جو قربانیاں دیں اور جو ہولناک مصائب انہوں نے سہے تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔

انہوں نے جس ہمت، استقلال اور بہادری سے حق کی خاطر باطل سے جنگ لڑی، یہ جان لینے کے باوجود کہ انجام کار ہم قتل کر دیئے جائیں گے، وہ اس قابل ہے کہ سارا عالم اس سے سبق لے اور اپنی زندگیوں کو اس سانچے میں ڈھال دے جس میں حسینؑ کی زندگی ڈھلی تھی تو آج دنیا سے مصائب کا خاتمہ ہو جائے اور ہر طرف آشتی کا راج ہو جائے۔

پروفیسر لبشمبر ناتھ سکینہ، ایم۔ اے (حیدر آباد سندھ)

الامان۔ دہلی

واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، کچھ قابلِ حیرت نہیں کہ ایسی شہادت جو حسین ؑ کی زندگی کا آخری اور ممتاز ترین کارنامہ تھا۔ عالمِ اسلام میں ہر سال جوش و محبت اور غم و اندوہ کا وہ زبردست طوفان برپا کر دے جس کا عالمگیر مظاہرہ ماہِ محرّم میں کیا جاتا ہے، مبارک ہے وہ قوم جس کی گود میں ایسا عدیم المثال ہیرو پیدا ہوا اور قابلِ صد فخر ہیں۔ وہ لوگ جو ایسی ذات کی قربانیوں کو زندۂ جاوید بنانے کی پُرخلوص کوشش کریں، بلکہ اس کو نمونۂ حیات تصوّر کرتے ہوئے اپنی زندگی کو اس کی مطابقت میں ڈھالنے کی اتنی جانفشانی کریں کہ اگر موت بغیر اتباع کی تکمیل نہ ہوسکے تو ایسی موت، کو بھی مبارک تصوّر کرتے ہوئے خوش آمدید کہیں۔

(پروفیسر۔ ایس۔ سی۔ سین)

(سرفراز لکھنؤ)

حسینؑ کی زندگی اور موت، دونوں قابلِ رشک اور عالمِ انسانیت کے لئے نمونہ ہیں، وہ زندہ رہتے تو ایک پاکباز انسان کی حیثیت سے، اگر وہ یزید کی بیعت کر کے اسے اپنا خلیفہ تسلیم کر لیتے تو دنیا کی کونسی نعمت تھی جو ان کے قدموں میں نہ ڈال دی جاتی اور وہ کونسا منصب تھا جو یزید انہیں نہ دیتا۔ اس صورت میں وہ دُنیوی جاہ ثروت تو حاصل کر لیتے لیکن نیک نامی کے ساتھ ہمیشہ کی زندگی سے محروم رہ جاتے

انہوں نے یزید کی بیعت نہ کی اور دُنیوی جاہ ثروت اور عارضی الذت و مناصب کو ٹھوکر مار دی، کیونکہ یہ ان جیسی عظیم المرتبت ہستی کے شایانِ شان ہی نہیں تھا، اس کے خلاف صف آرا ہو گئے کیونکہ وہ انہیں ایک ایسے کام کے لئے مجبور کر رہا تھا جو اسلام کی روح کا خاتمہ کر دینے والا تھا، انہوں نے اپنی روح کا خاتمہ گوارا کر لیا مگر اپنے مذہب کی روح کا فنا ہونا گوارا نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ اسلام فنا ہوا اور نہ حسینؑ۔ حسینؑ بھی زندہ ہے اور اسلام بھی۔

پروفیسر راج کمار شرما۔ لدھیانہ

(اتحاد، لاہور)

امام حسینؑ کی اہم زندگی کا اہم سبق یہ ہے کہ باطل کو بہادری کے ساتھ روکنا چاہیے جبکہ دوسرے لوگ خاموشی سے یزید کے مظالم سے اتفاق کر رہے تھے تو امام حسینؑ نے اس کے خلاف بہادری کے ساتھ اٹھنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ کو اچھی طرح اپنے قوی دشمن کے مقابلے میں اپنی ظاہری طاقت کا علم تھا۔ مگر یہ امر بنی اُمیّہ کی بداعمالی کے خلاف احتجاج میں مانع نہ ہوا آپ کو خطرات کا علم تھا مگر آپ کے لئے ناممکن تھا کہ اپنی زندگی میں دنیاوی آرام کی خاطر باطل سے صلح کر لیتے۔ آپ کو موت اور اذیتوں سے خوف نہ تھا۔ اپنے عزیزوں کے سخت مصائب سے اپنے مصائب سے ان کے ارادے متزلزل نہ ہوئے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ہر چیز فانی ہے بجز ذات باری کے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور جس کو وہ اپنی طاقت سے فنا کر دے گا۔ ہر اس کے سامنے تنہا واپس جائے گی۔ میدان کربلا نے اس زندگی کا آغاز دیکھا جو امام حسینؑ کے لئے غیر فانی ہے ... جس کی کوشش ظلم و استبداد پر حقانیت کی فتح کے لئے ہے۔

ہر مذہب میں شہدا موجود ہیں، مگر سوائے اسلام کے کسی مذہب کو امام حسینؑ ایسا شہید میسر نہیں ہوا۔ جن کی شہادت بنی نوع انسان کے

لیے دائمی افادیت رکھتی ہے

پروفیسر پی۔ بی۔ سوزمدار۔ ایم اے (پٹنہ یونیورسٹی)

جسٹس ڈی۔ پارٹر

اس نازک موقع پر امام حسینؑ نے جو علی علیہ السلام کے دوسرے بیٹے تھے اسلام کے مقدس پیغام اور روایات کو اپنی بے نظیر شہادت سے بچا لیا - کربلا میں آپ کی انتہائی قربانی اور مصائب اور آپکی شہادت نے آپکی زبردست اخلاقی طاقت کا ثبوت دیا - اور میدان کربلا میں اسلام کو اصل حالت میں رکھ لیا - آپ اسلام اور مقاصد اسلام کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور مذہب کے اعلیٰ اصولوں میں آپ انصاف مساوات و اخوت ؛ اخلاقی اور روحانی زندگی کے مجسمہ تھے ،

برائیوں اور حکام کے برے کاموں کے خلاف انقلاب کی روح لوگوں میں پیدا ہو گئی - اس کا لازمی نتیجہ مذہب و سیاست میں اصلاح و انقلاب تھا - لوگوں کے خیالات اور جذبات پھر ایک مرتبہ اعلیٰ منزل پر پہنچ گئے جس سے ان کی زندگی میں یک گونہ ترقی ہوئی - ایک حد تک آپکی شہادت ، ان کی نجات اور ان کے زوال کو دفع کرنے کا باعث ہوئی - بنی امیہ کے پاس اعلیٰ مقاصد اور قوم کا کوئی حصہ نہ تھا - ان کی ظاہری فتوحات ، ان کی ذہنی طاقت ؛ قاتلانہ طریقوں کا نتیجہ تھیں ، وہ عورتوں ، مردوں اور بچوں کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے - فاطمہؑ کے لال نے اپنی شہادت سے ان برائیوں کو دور کیا اور اپنی بے نظیر اور اعلیٰ مثال

پیش کر کے اسلام کی سچی تعلیمات کو بچا لیا۔

پروفیسر نیٹا امیکا، ایم اے انبارس یونیورسٹی،
(حسینی دنیا)

"تاریخِ انسانی کے غم ناک واقعات میں کوئی بھی واقعہ اتنا دلخراش نہ ہوگا۔ جتنا کربلا کے میدان میں جنگِ حسینؑ کا خاتمہ ہے۔ وہ عین سجدہ میں قتل کئے گئے اور شہادت کا درجہ حاصل کر گئے۔

ہمارے نزدیک قدیم سورماؤں کے کارناموں کو نظر میں رکھنا بہت بہتر ہے کہ وہ لوگ کیا تھے اور کیا کر گئے۔

ان کی کامیابیاں روح کی پُراستقلال فتح کا باعث ہیں جن کے لئے انہیں سخت امتحانات کا سامنا کرنا پڑا۔

پنڈت امرناتھ جی سابق وائس چانسلر الہ آباد یونیورسٹی

(ہمیں لائٹ لکھنؤ)

ہندو دربارِ حسینی میں

تاریخ کا ایک سبق آموز واقعہ وہ عظیم اور جاودانی اثر ہے جو کربلا کے غم انگیز حانحہ سے دنیائے اسلام پر مرتب ہوا۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ ان طویل صدیوں میں کروڑوں نفوس پر یہ عظیم الشان اثر جاری رہا اور لاتعداد غیر افراد کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ لیکن پھر بھی یہ امر تعجب خیز نہیں ہے، اس لئے کہ کسی خاص مقصد کے لئے قربانی نوع انسانی پر ہمیشہ اثر انداز ہوتی رہی ہے۔

قربانی جس قدر پُرخلوص اور اس کا مقصد جتنا اعلیٰ ہوگا۔ اتنی ہی اس کی آواز بازگشت زمانے کے گنبد میں گونجتی چلی جائے گی۔ اور مردوں، عورتوں کی زندگیوں پر اس کا اثر ہوتا رہے گا۔

یہ لابدی ہے کہ ایک غم انگیز واقعہ ہمارے جذبات غم کو ابھارے تاہم اس جذبۂ غم میں ایک جذبۂ کامرانی بھی نمودار ہے یعنی انتہائی مخالف ماحول پر انسانی قوتِ ارادی کی فتح، اور یوں شکستِ غم سے فتح مندی اور مسرت پیدا ہوتی ہے اور اس لئے یہ بہت اچھا ہے کہ ہم اسے یاد رکھیں اور اس سے

ہدایت و سبق حاصل کرتے رہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو۔ وزیرِ اعظم ہند

(بمبئی)

امام حسینؑ کی ذات اس ظلمت اور تاریکی میں ایک منارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی شہادت انسانیت کو درسِ بصیرت دیتی رہے گی اور اس کو وحشیانہ قوت اور بہیمیت کے مقابلہ میں ثباتِ قدم عطا فرمائے گی

جب بھی انسان کے لئے ان لافانی خوبیوں کے تحفظ کا موقع آ جائے گا جو انسانی تمدن کا جزو لاینفک ہیں۔ اس وقت یہی شہادت اسے بلندیٔ دل دشواریوں کا مقابلہ کرنے کی تاب و طاقت دے گی

پنڈت گوبند بلبھ پنتھ (وزیر داخلہ) ہندوستان
(پیامِ اسلام)

کچھ سال گذرے ہیں میں نے ایک ماتمی جلوس دیکھا تھا ۔ یہ منظر میرے لئے بہت ہی دردناک تھا ۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اس مسئلہ کا پورا مطالعہ کروں گا ۔

میں نے واقعۂ کربلا کو خود پڑھا اور اس قدیم تاریخی واقعہ کو مختلف اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں دیکھا ۔ میرا خیال ہے کہ اگر ایک صاحب دل حسد و تعصب سے دور ہو کر اور مذہبی کینہ کو چھوڑ کر واقعۂ کربلا پر غور کرے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امام حسینؑ کی ذات گرامی وہ ہے جس کی مثال کسی مذہب و ملت میں نہیں مل سکتی ۔

صرف چند گھنٹوں میں حسینؑ کی بہتر قربانیاں جن میں حسینؑ کے بھائی، بھتیجے، لڑکے اور چند نہایت ہی پُر خلوص دوست تھے یہ ظاہر کرتی ہے کہ انسان کو اگر کوئی بڑی طاقت جابرانہ اور ناجائز طریقے سے دبانا چاہے تو چاہیے انسان کتنا ہی کمزور ہو، اس کا مقابلہ کرے اور اپنی عزت اور حقوق کے لئے خود فنا ہو جائے ۔ اپنے اہل و عیال کو قربان کر دے مگر ذلت سے زندہ رہنا گوارہ نہ کرے ۔

امام حسینؑ جانتے تھے کہ یزیدی فوج کے مقابلہ میں ان کی فوجی قوت

کچھ بھی نہیں - مگر پھر بھی انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ظلم و ستم کی بنیاد کو ہمیشہ کے لئے مفقود کر دیں گے ۔ حسینؑ کا چھ ماہ کے بچے کی قربانی دینا ظاہر کرتا ہے کہ ان کو مملکت اور جاہ و اقبال کی خواہش نہ تھی بلکہ وہ ظلم و عتاب سے اتنا تنگ آ گئے تھے کہ اس کا خاتمہ کر دینا چاہا۔ اور یقینی طور پر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔

میرا خیال ہے کہ اگر دنیا کے تمام مذاہب امام حسین علیہ السلام کے پیرو ہو جائیں تو دنیا کے تمام جھگڑے ختم ہو جائیں۔

امام حسینؑ نے یزید سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں نے جنگ اس لئے کی ہے کہ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو میں عرب کا نام حسینؑ آباد رکھوں گا۔ آپ کی جنگ آزادی کے لئے تھی اور ظلم و ستم کو مٹا دینے کے لئے۔

حسینؑ کا واقعہ بتاتا ہے کہ جب تم جائز مطالبہ کے لئے قدم بڑھاؤ گے تو تمہارے بچے اصغرؑ و اکبرؑ کی طرح قتل کئے جائیں گے۔ تمہاری عورتیں زینبؑ و کلثومؑ کی طرح بے پردہ دربدر پھرائی جائیں گی، اور تمام دنیا تمہارے خلاف ہو جائے گی۔ تمہیں بیڑیاں پہننی پڑیں گی اور جیل میں تکلیفیں کاٹنی پڑیں گی۔

پنڈت دیاسن دیو مصر، ایم اے، بی ایس سی، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی

حسینؑ کو جب ہم مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں تو آپ میں ان تمام صفات کو نمایاں پاتے ہیں جن کے ہونے سے انسان، انسان کامل بن جاتا ہے، حسین کو ہم ہر پہلو سے کامل پاتے ہیں اور یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ حسینؑ ایک ایسا انمول ہیرا ہے، جسے جس پہلو سے دیکھو بے عیب و بیش قیمت ہے، حسین وہ خوشنما گلاب ہے جس کا ہر جزو اپنی خوبصورتی اور خوشبو سے دل کو کھینچ لیتا ہے۔ حسینؑ ایسا نکھرا سونا ہے جسے جتنا پرکھا جائے خوش رنگ نکلتا آئے گا۔ حسینؑ وہ روشن آفتاب ہے جس میں ہر رنگ موجود ہے اور واقعہ کربلا ایک ایسا واقعہ ہے جس میں دنیا کی تمام انفرادی، خانگی و سماجی زندگی میں پیدا ہونے والے ہر سوال کا جواب ہے۔

اس میں باپ، بیٹا، بھائی، بہن، بیوی، شوہر، دوست و اقارب سب کے فرائض کی حدبندی کا عملی نمونہ موجود ہے۔ اس میں دین و دنیوی زندگی کا کامل نقشہ موجود ہے، اسمیں سیاسی جدوجہد اور سیاسی مشکلات کا بھی نمایاں حل موجود ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو دین و دنیا کا کوئی ایسا سوال نہیں جسے حضرت امام حسینؑ نے اپنے کارناموں سے حل نہ کر دیا ہو، حسینؑ کا کوئی

کام ادھورا نہیں، ہر کام مکمل ہے۔ کیونکہ کامل انسان کا ہر فعل کامل ہی ہوتا ہے۔

پنڈت چندر کا پرشاد جگیاسو
(شہیدِ انسانیت)

حسینؑ نے جو بات کہی، سیدھی سادی اور سچی کہی۔ مخالفوں نے چالبازیوں سے کام لیا۔ آخر حسینؑ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شکست کس کی ہوئی۔ اسے دو لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ حسینؑ کے جسم کی اور یزید کے ارادوں کی۔ ظاہر بین اسے حسینؑ کی شکست کہیں تو کہیں چشمِ حق بیں اسے حسینؑ کی فتح کہے گی۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام۔ جو مدبّر ہو کر بھی حق پرست تھا۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام ——— جو دلیر ہو کر بھی منکسر المزاج تھا۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام ——— جس نے اسلام کو داخلی خطروں سے بچا لیا۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام ——— جس نے اپنی جان دیکر انسانیت کا پیغام دنیا کو دیا۔

پنڈت گوپی ناتھ امن دہلوی

میں نے کربلا کی المناک داستان اس وقت پڑھی جبکہ میں نوجوان ہی تھا۔ اس نے مجھ کو دم بخود کر دیا اور مسحور کر دیا (پیام اسلام)

میں اہلِ ہند کے سامنے کوئی نئی بات پیش نہیں کرتا۔ میں نے کربلا کے ہیرو کی زندگی کا بخوبی مطالعہ کیا ہے اور اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہندوستان کی اگر نجات ہو سکتی ہے۔ تو ہم کو حسینی اصول پر عمل کرنا چاہیئے۔ (حسینی دنیا)

بحیثیت شہید کے امام حسینؓ کی مقدس قربانی میرے دل میں ثنا و صفت کا لازوال جذبہ پیدا کرتی ہے، کیونکہ انہوں نے تشنگی کی اذیت اور موت کو اپنے لئے، اپنے بچوں اور تمام خاندان کے لئے گوارا کر لیا، لیکن ظالمانہ قوتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اس کے ماننے والوں کی تلواروں کی رہینِ منت نہیں ہے بلکہ اس کے اچھے اولیائے کرام کی قربانیوں کا نتیجہ ہے

مہاتما گاندھی

(رضا کار لاہور)

تاریخ کے اوراق میں بہت سی ان عظیم الشان قربانیوں کا تذکرہ موجود ہے جو حق و صداقت کے لئے پیش کی گئی تھیں، انہی عظیم الشان قربانیوں میں اس قربانی کا بھی شمار ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے امام حسینؑ اور ان کے بہتر بلند پایہ اصحاب نے ۱۰ محرم کو کربلا کے مشہور و معروف میدان میں پیش کی تھیں۔

گذشتہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں ہر مسلم حکمران اور فرمانروا صرف اپنی مادی طاقت کے بل بوتے پر کم از کم ان مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہونے کا دعویٰ کر سکتا تھا جو اس کے زیرنگیں تھے، اگر ایسا ہوتا تو اسلام اپنے ابتدائی دور میں ہی فنا ہو جاتا۔

امام حسینؑ اور ان کے متقدر اصحاب نے اپنے خون کی قربانی پیش کر کے اسلام کو فنا ہونے سے بچا لیا۔

میری دعا ہے کہ ایسے کارنامے ہم سب کو محبت و الفت اور مساوات کے درس دیتے رہیں اور ہمیں ایک دوسرے کے جذبات اور ناکامیابیوں کا زیادہ سے زیادہ احساس رہے، اور ان کی بدولت ہمارے دل انتقام

کی خواہش اور ہر قسم کی بدخواہی سے پاک و صاف ہو جائیں۔

مہاتما سندر لال جی

(سرفراز لکھنؤ)

حضرت امام حسینؓ اسلام کے مشاہیر کی صف میں ایک بلند مرتبت ہیرو کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے جو بلند اور اعلیٰ قربانی پیش کی اور جس شریفانہ سپرٹ میں صداقت و عزت کے لئے اپنی جان دی وہ اس کی روشن مثالیں ہیں کہ ایک انسان جس کے دل میں اعلیٰ ترین جذبات خدمت نوع انسانی متحرک ہوں کیا کر سکتا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیئے۔

حضرت امام حسینؓ کی زندگی ایشیا اور افریقہ کے کروڑوں مسلمانوں کی زندگی اور کیریکٹر کو صحیح راستہ پر لا رہی ہے اور انہیں بتا رہی ہے کہ زندگی کے ان شدائد و مصائب کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہیئے جن سے مردوں اور عورتوں کو آئے دن دوچار ہونا پڑتا ہے، اور جن میں تہذیب کی بدولت روز بروز ہی اضافہ ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

امام حسینؓ کے شجاعانہ کارناموں کے متعلق دنیا کو جتنی زیادہ معلومات حاصل ہوتی جائیں گی اور ان کے حالات کو جس قدر زیادہ سے زیادہ نشر کیا جائے گا۔ وہ ہم سب لوگوں کے لئے بہت ہی سود مند ہوگا۔

اس لئے کہ اس سے نہ صرف اسلام کی ایک عظیم الشان

ہستی کے متعلق ہی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی بلکہ حسینؑ کی زندگی سے ہم یہ سبق حاصل کر سکیں گے، کہ ہم اپنی زندگی کا معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں۔

دیوان بہادر سر بلاس سارڈا۔ ایف آر۔ ایس ایل۔

(حسین دی مارٹر)

کربلا کا واقعہ اتنا دردناک ہے کہ کوئی شخص اس واقعہ کو بلا نیرید سے نفرت کئے نہیں سن سکتا - یہ پہلا سبب ہے

دوسرا سبب اس عظیم جدوجہد کا یہ ہے کہ خدا کے حامیوں کی فوج باطل کے عساکر سے ٹکرائی اور وقتی طور پر باطل کی فوج کو فتح بھی نصیب ہوئی - امام حسینؑ جانتے تھے کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا - پھر وہ یزید سے کیوں لڑے ؟

انہوں نے حق و صداقت کی خاطر جنگ کی - اس تمام عہد میں ان کی مثال تاریکی میں نور کی شمع بن کر روشنی پھیلا رہی ہے

دیوان بہادر کے - ایم - جھویری
(سابق چیف ڈین فیکلٹی آف لاء)
بمبئی

(حسینی دنیا)

معرکۂ کربلا دنیا کی تاریخ میں پہلی آواز ہے اور شاید آخری بھی جو مظلوموں
کی حمایت میں بلند ہوئی اور جن کی صدا آج تک فضاء عالم میں گونج رہی ہے
حسینؑ کو خلافت کی نیت کوفے میں نہیں لائی تھی نہ وہ جنگ کے
ارادے سے آئے تھے، اگر انہیں یزید سے جنگ کرنی ہوتی تو وہ لاؤ
لشکر لے کر آتے۔ حکمرانی اور ملک گیری کی ہوس ان کو نہ تھی، نہ
یہ ہوس ان کے نفس عالی کو ڈانواں ڈول کر سکتی تھی، وہ کوفیوں کی دعوت
پر محض ان کی دستگیری کے لئے آئے اور جان بوجھ کر آئے۔ اس معرکہ کا
انجام ان سے پوشیدہ نہ تھا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ کربلا کی خاک غبار
بن کر اڑے گی لیکن وہ عالی ہمت صدائے درد سن کر دل پر قابو نہ رکھ
سکتے تھے۔

یہ معرکہ ایثار اور قربانی کی زندۂ جاوید داستان ہے، ایک طرف
کل ۷۰، ۷۲ ذی روح ہیں۔ جن میں زیادہ تر بوڑھے، ضعیف، حسینؑ کے
بچے اور بیمار ہیں۔ دوسری طرف ایک عظیم فوج ہے ٹڈی دل، سامان
حرب سے لیس، اگر حسینؑ کے ایثار اور قربانی کے لحاظ سے یہ سانحہ بے
مثال ہے تو شاید مخالفین حسینؑ کے دغا و فریب، بہیمیت اور نفسانیت

کے اعتبار سے بھی بے نظیر ہے۔

کوفے کے باشندو! تم نے ثروت اور جاگیر، مرتبہ اور منصب حاصل کرنے کے لئے اس پاک نفس بزرگ کے ساتھ دغا کی جو صرف تمہاری صدائے درد سن کر تمہاری حمایت کرنے کے لئے سربکف ہو کر آیا

نہ وہ سلطنت رہی، نہ وہ ثروت، نہ وہ مرتبہ، نہ وہ منصب، تمہاری ہڈیاں تک پیوندِ خاک ہو گئیں، لیکن تمہاری پیشانی پر کلنک کا ٹیکا ابھی تک لگا ہوا ہے اور قیامت تک لگا رہے گا۔

تم نے کس کے ساتھ دغا کی؟ حسینؑ کے ساتھ، جو تمہارے نبی کے نواسے تھے۔ مکروہاتِ روزگار سے الگ خواہشات سے دور تمہاری دغا نے دنیا میں کتنا بڑا انقلاب پیدا کر دیا! کیا تم اسے جانتے ہو؟

منشی پریم چند ورما

(مسرف آباد لکھنؤ)

کم و بیش جملہ مذاہب کے رہبران نے اشاعتِ مذہب میں قربانیاں پیش کی ہیں۔ لیکن جیساکہ میں نے حسینؑ کی قربانیوں میں اثر دیکھا ایسا میں نے کسی قربانی میں نہیں دیکھا اور یہی وہ چیز ہے جس نے اسلام کو باقی رکھ لیا۔ ورنہ آج دنیا میں اسلام کا نام لینے والا کوئی بھی موجود نہ ہوتا

سوامی شنکر اچاریہ

(شیعہ لاہور)

اگر حسینؑ اپنی شہادت سے اسلام کے اصول کو از سرِ نو زندہ نہ کرتے تو اسلام مٹ جاتا اور اگر اسلام کا وجود ہوتا بھی تو بے اصول مذہب کی حیثیت سے، جس کے اندر بڑی آزادی سے وہ تمام برائیاں پھیل جائیں جن کا رواج یزید اور اس زمانے کے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں پھیل گیا تھا۔

مسٹر گوکھلے سابق صدر انڈین نیشنل کانگرس

(ترجمہ: دنیا ؟)

دنیا کی پریشانی میں ضرورت ہے کہ آج اسے حضرت حسینؓ کی بے مثل قربانی اور ایثار کی یاد دلائی جائے

حسینؓ نے ایک بلند مقصد کے لیے موت قبول کی اور اپنے کو ایک ادنیٰ خدمتگذار کی حیثیت سے تاریخ کے صفحات میں زندۂ جاوید کر دیا ہے۔

مسٹر اقبال نرائن گرٹو وائس چانسلر

بنارس یونیورسٹی

(حسینؓ دی گریٹ لکھنؤ)

امام حسینؑ نے ہمیں جو سبق سکھایا ہے وہ ہماری زندگی کے لئے چراغِ راہ ہے۔

یہ آسان بات ہے کہ حق اور سچائی کے لئے اپنی جان دے دی جائے، مگر یہ مشکل ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں چند گنتے چنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا جائے، اور یکے بعد دیگرے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو قتل ہوتا ہوا دیکھا جائے،

حسینؑ نے تیرہ سو سال پہلے جو سکھایا تھا، وہ سبق آج تک ہم سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوؤں کا کوئی بڑا پنڈت یا عالم اس وقت تک حقیقی معنوں میں عالم یا پنڈت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ حسینؑ کے اس پیغام اور اصول کو اچھی طرح نہ جانے اور اس پر عمل نہ کرے،

امام حسینؑ صرف مسلمانوں کے ہی نہیں بلکہ ہندوؤں کے بھی ہیں اور ہندو مسلمان ان کے نقشِ قدم پر چل کر ظلم و ستم کے خلاف سینہ سپر ہو سکتے ہیں۔

بی جی کھیر سابق وزیرِ اعظم (صوبہ بمبئی)

(شیعہ لاہور)

شہادتِ حسینؑ میرے لئے ہمیشہ ایک المیہ کشش رکھتی ہے۔
اس زمانہ میں بھی جب کہ میں کمسن بچہ تھا، میں اس عظیم واقعہ کی یاد منانے کی اہمیت کو سمجھتا تھا۔ اتنی بلند قربانی نے جیسی کہ امام حسینؑ نے پیش کی ہے، انسانیت کو اس درجہ سے بلند کر دیا ہے، ان کی یادگار منانے اور قائم رکھنے کے قابل ہے۔

بابو پرشوتم داس ٹنڈن۔ اسپیکر یوپی اسمبلی

"حسین ڈے رپورٹ لکھنؤ"

ہندو دربارِ حسینی میں

امام حسینؑ نے اپنی قربانیوں اور ایثار سے دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں حق و صداقت کو زندہ اور پائندہ رکھنے کے لیے ہتھیاروں اور فوجوں کی بجائے جانوں کی قربانی پیش کر کے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے انہوں نے دنیا کے سامنے ایک بے مثال نظیر پیش کی ہے ،

آج ہم اس بہادر جان فدا کرنے والے اور انسانیت کو زندہ رکھنے والے عظیم الشان انسان کی یادگار مناتے ہوئے اپنے دلوں میں قربانیات کا جذبہ محسوس کرتے ہیں

امام حسینؑ نے ہمیں بتا دیا کہ حق و صداقت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے

سردار نگار شنن

(سفیر ہند)

(پیام اسلام)

بلند مقصد کیلئے جنگ کرنے والے بلند مرتبت حسینؑ کے جذبۂ ایثار اور قربانی کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ وہ پاک انسان ان چند نفوس میں سے تھا جو ہر روز دنیا کو نصیب نہیں ہوتے۔ اور جب اس سرزمین پر اترتے ہیں تو اسے آسمان کی طرح بلندی اور عظمت عطا کر دیتے ہیں۔ اپنے جائز حق کے لئے لڑنا اور جان دے دینا یہ امر بھی کچھ کم داد و تحسین کا مستحق نہیں۔

وہ انسان کتنا عظیم بلند مرتبہ اور قابلِ صد تحسین تھا، جس نے اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے اسلام کے لئے، اور اسلام کے مستحکم اور بلند اصولوں کے لئے جنگ کی، اور اپنے ہی نہیں بلکہ اپنے اہلِ خاندان تک کی قربانی دے دی، وہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور تھا۔ اس کی فوج صرف بہتر نفوس پر مشتمل تھی، وہ بھی بھوکے، پیاسے۔ مگر حسینؑ اور ان کے ساتھیوں نے جس استقلال اور شجاعت سے جنگ کی۔ اس نے ثابت کر دیا کہ ان کا مقصد کتنا پاکیزہ جذبہ کتنا نیک۔ اور ارادہ کتنا بلند تھا۔

اے خاکِ کربلا تجھ پر خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں کہ تیرے سینے میں خدا کی مقدس امانت دفن ہے۔ تیرے ذروں پر معصوم خون کے فوارے گرے

ہیں ۔

گنج بہاری لال ایڈووکیٹ (الہ آباد)

ونشور لکھنؤ)

ساتویں صدی مسیحیؑ کے آخر میں جب کہ یزید فرمانروائے دمشق کی سرگرمی میں عوام کے ایک گروہ نے اسلام مقدس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تو متقی و پرہیزگار حسینؑ نے مذہب اور صداقت کی حمایت کے لئے کربلا کے میدان میں شجاعت و بہادری کے ساتھ اپنی جان کی قربانی پیش کر دی، مادی طور پر یزید کو فتح حاصل ہوئی لیکن روحانی حیثیت سے اس کی یہ فتح شکست ثابت ہوئی وہ اسلام کو جو صورت دینا چاہتا تھا اور باطل کی جس بنیاد پر اسلام کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ وہ صورت و بنیاد بہت جلد معدوم ہو گئی۔

حسینؑ کی شہادت کا نتیجہ فتح و کامرانی کی صورت میں نکلا اور اسلام یعنی سچے اور حقیقی اسلام نے ازسرِ نو نشو و نما حاصل کی۔ مافوق البشر ہستیوں کا یہ مذہبی فریضہ رہا ہے کہ وہ عوام کی دماغی تربیت و تعلیم کا سامان بہم پہنچائیں۔ وہ اس راہ میں دنیا کے رنج و مصائب کا کوئی لحاظ نہیں کرتے کرشن جی نے ایک شکاری کے ہاتھوں جان گنوائی۔ مسیح کی زندگی کا خاتمہ بھی افسوسناک ہوا۔ لیکن مذہب کے متعلق انہوں نے جو شاہراہ دکھائی، وہ اب تک انسانوں کو منفعت پہنچا رہی ہے۔

مقدس حسینؑ کی الم انگیز قربانی نے ضلالت کی تاریکی کا خاتمہ کر

دیا۔ اور ایک نئی روشنی پھیلا دی۔ وہ قربانی آج ہزاروں مسلموں اور غیر مسلموں میں اس جذبے کو متحرک کر رہی ہے کہ فرائض کے ادا کرنے میں جان کے جانے اور موت کے آنے کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے۔

آج جب کہ قومیت کی روح بیدار ہو رہی ہے، ہم کو دعا کرنی چاہیے کہ خدا مقدس حسینؑ کی رُوح کو عظمت و برتری عطا فرمائے۔

بابو کالی بدمیہر جی نیشا ناتھ دلائے

(حسینؑ دی مارٹر)

حضرت امام حسینؓ کی طرف دنیا کے اس جذب و کشش کا سبب کیا ہے؟
بات یہ ہے کہ کشش دو چیزوں سے پیدا ہوتی ہے، ایک حسن دوسرا احسان، حضرت امام حسینؓ میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ حسن سے مراد یہاں حسنِ اخلاق ہے جو حسنِ صورت سے زیادہ جاذب ہے آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ دشمنوں کو بھی آپ میں کوئی برائی دکھائی نہیں دیتی۔

آپ کا احسان! اس کا کیا پوچھنا۔ حضرت امام حسینؓ غریب نہ تھے۔ مگر ان کا پیسہ غریبوں پر صرف ہوتا تھا۔ وہ خود فاقہ کرتے تھے رانیاں گھر میں چکی پیستی تھیں اور بچے بھوک سے روتے تھے۔ مگر پبلک کے مفاد کا پیسہ وہ اپنے ذاتی مصرف میں نہیں لاتے تھے، انہوں نے میدان کربلا میں چار سبق دیئے!

(۱) اے لوگو! تم سب بھائی بھائی ہو۔
(۲) اونچ نیچ کی کوئی تفریق نہیں، ان تفریقوں کو مٹا دو۔
(۳) سچائی کے راستہ پر مرتے دم تک قائم رہو
(۴) ظالم کے ظلم کا مقابلہ کرو یہاں تک کہ اس کے تختے کو الٹ

دنیا اگر آپ کی اس تعلیم پر عمل کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ تمام جھگڑے بکھیڑے ختم نہ ہو جائیں۔

تمام مصیبتیں اس لئے ہیں کہ ایک دوسرے کو پست اور حقیر سمجھا جاتا ہے۔ چھوت چھات کا خیال چھایا ہوا ہے۔

سوامی کلجگانند مسافر

(حسینی ڈے رپورٹ)

امام حسینؑ کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال سے ان کی یاد میں کروڑوں انسان آنسو بہا رہے ہیں اور صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ انہیں خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں

بلند نصب العین، شخصی آزادی، اخلاقی اقدار کی حفاظت اور ظلم کے خلاف مستقل مزاجی سے ڈٹ جانا۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی موجودگی سے حضرت حسینؑ کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوئی

حسینؑ نے سخت سے سخت مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جوان اور شیر خوار بچوں کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا۔ اپنے اہلِ خاندان کو خاک و خون میں لوٹتے ہوئے دیکھا۔ مگر اپنے موقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور آخر میں اپنی مصیبت زدہ خواتین اور بیمار بیٹے کو خدا کے سہارے پر چھوڑ کر خود بھی خون کے سمندر میں تیر کر پار اتر گئے۔

ان مصائب کا تصور کر کے جو امام حسینؑ کو پیش آئے انسانی ہمت جواب دے دیتی ہے۔ آفرین ہے اس عظیم انسان پر جو ان تمام مراحل میں

سے بڑی پامردی اور استقلال سے گذر گیا۔

ایسے عظیم انسان کی یاد میں سرِ عقیدت خم کر دینا، ہر انسان کیلئے باعث فخر ہے، جو دنیا سے ظلم و استبداد گناہ اور فسق و فجور کا خاتمہ چاہتا ہے۔

کاش آج بھی دنیا کو کوئی حسینؑ میسر آجائے تاکہ ایک بار پھر ظلم و ستم اور فسق و فجور کا خاتمہ ہو جائے۔

اے۔ کے۔ اچاریہ (جرنلسٹ) مدراس

(مقامِ حسینؑ)

دنیا میں حسینؑ کے علاوہ اور بھی بہت سے انسان شہید ہوئے، حسینؑ پہلے شہید نہیں تھے! مگر جب ہم ان واقعات پر نظر ڈالتے ہیں جن میں حضرت حسینؑ کو گذرنا پڑا اور ان مقاصد پر غور کرتے ہیں جن کے لیے حسینؑ نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں قربان کیں تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حسینؑ سے بڑھ کر کوئی شہید دنیا کی ابتدا سے لیکر آج تک پیدا ہی نہیں ہوا۔

انہوں نے حق کی اشاعت، انسانیت کی بقاء، اسلامی اصولوں کی حفاظت اور ملوکیت کے خاتمہ کے لیے جد وجہد کی اور ایسی شدید تکلیفیں برداشت کیں جن سے انبیاء بھی شاذ ونادر ہی دوچار ہوئے ہوں گے، اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ انہیں تاریخ عالم کا عظیم کردار قرار نہ دیا جائے اور ان کی قربانیوں کو فراموش کر دیا جائے۔ ان کی پاکیزہ زندگی، ان کی اعلیٰ تعلیم، ان کا عزم عمل اور استقلال و شجاعت رہتی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ وہ روشنی کا مینار ہیں، منزل کے متلاشی ان سے روشنی حاصل کرکے منزل کی طرف بڑھتے رہیں گے۔

جے آر گوڈسے، ایڈووکیٹ بمبئی

(مقام حسینؑ)

بزرگ ہستیاں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب سے ہی ہو، ہمارے نزدیک واجب الاحترام ہیں، اور غیر مذہب کے رہنماؤں کی عزت کرنا ایک ایسا وصف ہے جو ہندوؤں کو اپنے رشیوں سے ورثہ میں ملا ہے یہی وجہ ہے کہ برہمو سماج جیسی سوسائٹیاں ہندوؤں میں قائم ہوئیں، اور اب بھی ہندوؤں کی سرپرستی اور مدد سے چل رہی ہیں۔

اندریں حالات اگر ہم عرب کے اس شہیدِ اعظم کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہیں تو اس کا مقصد مسلمانوں کو خوش کرنا نہیں بلکہ درحقیقت ایک عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کرنا اور انسانیت کے تئیں اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر دیر بھارت

(پیام اسلام)

اگر حسینؑ کی زندگی اور قربانی کے مقصدِ اعلیٰ کو سمجھ لیا جائے، تو ہر ہندو شیعہ، سُنی اور ہر انگریز بالکل اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ پست سیاست حسینؑ کی زندگی میں بیکار تھی۔ اپنے دشمن کی فوج میں تفرقہ اندازی یا پھوٹ ڈالنے کی کوشش کا خیال ہی ان کے دماغ میں نہ تھا۔ وہ تو اپنے ہی ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ متفرق ہو جاؤ اور میرے ساتھ اپنی جان نہ دو مگر ان کے مٹھی بھر اصحابِ باوفا کے قدموں کو جنبش نہ ہوئی، اور انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سانسوں تک ان کا ساتھ دیا۔ موت کی تلخی اور حیات کی شیرینی بھی ان کو اپنے آقا سے جدا نہ کر سکی، اس لئے کہ وہ لوگ حسینؑ میں تجلیاتِ الٰہی کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ حسینؑ دنیاوی مقاصد رکھتے ہی نہ تھے بس ان کا مقصد یہ تھا کہ مستقبل میں تاریک اور یزید پرست دنیا کے لئے، ایک مثالی انسان ایک نورِ ہدایت اور ایک غیر فانی رہنما ثابت ہوں، انہوں نے موت کو خود دعوت نہیں دی بلکہ یزید کی بیعت اور اپنے ضمیر کا خون کر کے زندہ رہنا انہیں گوارا نہ تھا۔ وہ صرف اپنے ضمیر کے پابند تھے جو اس فرمانروا یزید کو تسلیم نہ کرتا تھا، اس لئے کہ وہ نا اہل، فاسق اور اسلام سے کوسوں دور تھا۔ وہ بخوشی کنارہ کشی اختیار کر لیتے اگر یزید شیطان کا بندہ نہ ہوتا بلکہ

حسین کی طرح خدا کا برگزیدہ بندہ ہوتا۔

اگر حسین علیہ السلام کو حکومت ملتی تو ان کی حکومت زمین پر آسمانی حکومت ہوتی۔ تاہم مرنے کے بعد بھی وہ ایسی حکومت کر رہے ہیں جو کوئی حکمران نہیں کر سکتا۔ وہ لازوال تخت و تاج کے مالک ہیں۔ وہ ہمارے غیر فانی بادشاہ ہیں، انہوں نے فطرتِ انسانی کو غیر محدود وسعت عطا فرمائی ہے، حسینؑ کے وفادار آسمان کے ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ نسل انسانی جب تک صفحۂ ہستی سے خود نہ مٹ جائے، ان کے کارناموں کو فراموش نہیں کر سکتی۔

سی، ایس رنگا آئر سابق ایم۔ ایل اے

(موون لائٹ)

حسینؑ سے سکھوں کی عقیدت

انسانی تاریخ میں شہیدوں کا مرتبہ بہت بلند ہے اور سچے شہداء چاہے وہ کسی ملک، قوم کے ہوں ہر مذہب، قوم کے لئے قابلِ عزت ہیں۔ کوئی با بندِ اصول ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ شہید کسی خاص قوم یا زمانے کے لئے رہنما ہیں بلکہ شہیدوں کی روشن مثالیں ہر فرد دلبشر کے لئے سبق آموز ہیں اور اسی نقطۂ نظر سے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے واقعات ساری دنیا کے لئے قابلِ مطالعہ ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شجاعت کی یاد تازہ رکھنے کے لئے سکھ، ہندو، عیسائی دل سے شامل ہوں گے۔ میرا یہ پیغام معمولی یا رسمی پیغام نہیں بلکہ میرے خیالات کا صحیح عکس ہے۔

مہاراجہ جگجیت سنگھ بہادر والیٔ کپورتھلہ

(از رضا کار لاہور)

سکھ عقیدت مند

سکھ قوم کی روایات ہمیشہ سے بہادری اور شجاعت سے وابستہ رہی ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ وہ دوسرے مذاہب کے بہادروں کی عزت نہ کریں۔ امام حسینؑ کی عزت کرنا تو سکھوں کے نزدیک ایک لازمی امر ہے۔ انہوں نے کربلا کے میدان میں اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کی ہمراہی میں ٹڈی دل لشکر کا جس پامردی سے مقابلہ کیا اور بڑی سے بڑی مشکل کو جس طرح ہنس کھیل کر برداشت کیا اس نے ان کا مرتبہ اس قدر بلند کر دیا ہے کہ وہ بہادرانِ عالم میں ممتاز جگہ پر فائز ہیں، انہوں نے اپنی اور اہلِ خاندان حتیٰ کہ شیر خوار بچے کی جان تک قربان کرنا گوارا کر لی مگر ظلم و ستم اور فسق و فجور کے آگے سر تسلیم خم کرنا گوارا نہ کیا۔

انہوں نے حق کی خاطر بڑی مردانگی سے جنگ کی، کون کہتا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں شکست کھا گئے، شکست تو ان کے دشمنوں کو ہوئی جن پر آج دنیا لعنت بھیج رہی ہے اور فتح حضرت حسینؑ کی ہوئی جن کی غلامی کا دعویٰ بڑے بڑے فرمانروایانِ عالم فخر سے کرتے ہیں۔

سردار خزان سنگھ، ایم اے، پروفیسر، لدھیانہ کالج

(سروش بمبئی)

حسینؑ نے اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے جان دی۔ ان کی قربانی جیتنی شہیدوں میں سے زیادہ بلند ہے، انھوں نے اپنی قربانی کسی خودغرضانہ مقصد کے لئے نہیں پیش کی تھی بلکہ صرف حق اور انصاف کو بلند کرنے کے لئے دنیا کی تاریخ میں بے شمار لڑائیاں لڑی گئیں لیکن کربلا کی لڑائی اپنی اہمیت کے لحاظ سے بے حد نمایاں جنگ تھی، کیونکہ یہاں ہم کو یہ دکھائی دیتا ہے کہ نیکی اور بدی کی قوتیں اپنے انتہائی درجۂ کمال تک پہنچ کر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھیں۔

حسین صداقت اور فرض شناسی کا مجسمہ تھے۔ جو سختیاں ان کو برداشت کرنا پڑیں، وہ اتنی اندوہناک ہیں کہ ایک سنگین دل کو بھی توڑ دیتی ہیں، لیکن حسینؑ کے قدم کو دائے فرض میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی، انھوں نے نہایت بہادری سے موت کا مقابلہ کیا، لیکن کیا حسینؑ مر گئے؟ نہیں وہ آج تک زندہ ہیں۔ وہ گرے نہیں بلکہ بلند ہو گئے اور جب سے اب تک اور زیادہ بلند ہو چکے ہیں، حسینؑ زندہ ہیں اور آخرت تک زندہ رہیں گے۔ البتہ ظالم یزید جو یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنی قوت کی بدولت جو کچھ چاہے کر سکتا ہے، ختم ہو

گیا:

سردار جسونت سنگھ ایم اے بی، ایس سی پی ایچ ڈی لنڈن

(حسین ڈے رپورٹ لکھنؤ)

بظاہر ہر مسلمان اوسطاً زیادہ غریب ہے لیکن مسلمان سب سے زیادہ امیر ہے، کیونکہ حسینؑ جیسی شخصیت اسے ورثہ میں ملی، اگر آپ حسینؑ کو بھول جائیں تو اس کا نتیجہ نقصان ہی نقصان ہوگا۔

حضرت محمد مصطفیٰؐ سے پہلے دنیا اس نقطہ سے ناآشنا اور بیگانہ محض تھی۔ جذبۂ شہادت مسلمانوں نے ہی دنیا کو دیا ہے، انہوں نے اسے لفظ کی حیثیت سے ہی دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا بلکہ اسے عملی جامہ پہنایا اور اس سلسلہ میں بہترین نمونۂ شہادت شہیدِ کربلا ہیں

حسینؑ نے اپنی قربانی اور شہادت سے انہیں زندہ کر دیا اور ان پر ابدیت کی مہر لگا دی، حسینؑ کا اصول اٹل ہے اور اٹل رہے گا، حسینؑ نے جو قلعہ تیار کیا ہے اسے کوئی گرا نہیں سکتا، کیونکہ یہ قلعہ پتھر چونے سے نہیں بلکہ انسانی زندگی اور خون سے تیار کیا گیا ہے، حسینؑ زمانہ کی سیاسی باتوں کے نبض شناس تھے، کربلا کے میدان میں حسینؑ نے جو حربے استعمال کیے، وہ انصاف، پریم، اور قربانی ہیں۔ حسینؑ کا کیریکٹر زندہ بالا ہے، حسینؑ انصاف، پریم اور

قربانی کا دیوتا ہیں۔

سردار کرتار سنگھ، ایم اے، ایل ایل بی، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، پٹیالہ

جیتی دُنیا،

ہر ایک حق شناس شخص جسے خدا نے ذرا بھی عقل سلیم عطا کی ہے ، وہ واقعاتِ کربلا کے غیر جانبدارانہ مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ :

حضرت امام حسینؓ نے جو جنگ لڑی ، وہ ان کی ذاتی جنگ نہ تھی ، بلکہ انسانیت وحق پرستی کی حمایت کی جنگ تھی ، حضرت ذاتی طور پر خونریزی اور جنگ کو پسند نہ کرتے تھے ۔ اس وجہ سے جب انہوں نے مدینہ میں جنگ کی سازشوں کے آثار دیکھے تو مکہ تشریف لے گئے ۔ اور جب مکہ میں جنگ کے بادل منڈلاتے ہوئے پائے تو کوفہ چلے گئے ۔ حج کے ایام میں اسلامی دنیا مکہ منورہ کی زیارت کے لئے امنڈ رہی ہو مکہ سے واپسی کوئی آسان کام نہ تھا ۔ حضرت کو خلافِ معمول حاجیوں نے واپس جاتے دیکھا تو ان کی حیرت واستعجاب کی کوئی حد نہ رہی اور اکثر حاجی بے اختیار کہہ اٹھے کہ یا حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ اسلامی دنیا تو حسب معمول حج کے لئے مکہ کی طرف اور آپ خلافِ معمول مکہ سے واپس جا رہے ہیں ۔ لیکن حضرت جنگ کے حامی نہ تھے ۔ اس لئے انہوں نے جنگ کی ساعت بد کو ٹالنے کے لئے فریضہ حج جیسے اہم فرض کی

ادائیگی سے محروم رہنا بھی گوارا کر لیا اور حاجیوں کی حیرت اور پریشانی کو دُور کرنے کے لئے حضرت نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ فرماتے ہیں خدا کی راہ میں قربان ہونے جا رہا ہوں۔" نرمی، متانت اور سنجیدگی، حضرت کے ورثہ میں آئی تھی اور جبکہ مخالفین ظلم، فرعون مزاجی اور اور تکبر میں دنیا کا ریکارڈ مات کر رہے تھے۔ اس آخری وقت پر بھی حضرت نے نرمی متانت اور سنجیدگی کے اوصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور یہاں تک ملائمت کی انتہا کر دی کہ اپنے ایک پیغام کے ذریعہ سے آپ نے مکہ یا مدینہ میں گوشہ نشین ہونے یا یزید کی سلطنت سے باہر کسی ملک میں جانے کی آمادگی ظاہر کی۔ لیکن اس وقت ظالم یزید اور اس کے حواری چونکہ حضرت امام حسینؓ اور ان کے عزیز و اقارب کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے "بیعت یا قتل" کا جواب دے کر حضرت حسینؓ کی اس شریفانہ پیش کش کو بھی ٹھکرا دیا۔

اب آخری موقع پر امام حسینؓ کے سامنے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ یا تو وہ بھی دنیا کے دیگر کمزور اور بزدل انسانوں کی طرح

یزید جیسے فرعون و بدکار سے بیعت کر کے محض اپنی ذاتی جاہ و حشمت کے لئے اپنے بزرگوں اور دین اسلام کے ناموس کو خطرہ میں ڈال دیں یا حق و صداقت کے راستہ پر شہید ہو کر آئندہ دنیا کے لئے شمع ہدایت ثابت ہوں۔ چنانچہ حضرت نے اپنی جان اور اپنے ساتھیوں، اور عزیز و اقارب کو بھینٹ چڑھا کر شہادت اور قربانی کی کربلا میں وہ نظیر قائم کر دی جس کے مطالعہ سے آج تیرہ سو سال بعد بھی ایک پتھر سے پتھر دل انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
مخالفین یہ سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت حسینؑ، ان کے بھائی حضرت عباسؑ ان کے ننھے بھانجوں، بھتیجوں چھ ماہ کے شیر خوار بچے حضرت علی اصغر کو تہ تیغ کر کے انہوں نے حضرت حسین کی امامت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا۔ کہ جیسے مٹانے کے منصوبے وہ باندھ رہے ہیں ان کو مٹانا آسان نہیں ہے۔ اور جلد ہی وہ وقت آنے گا۔ جب چار دانگ عالم میں حضرت امام حسین کی امامت کا ڈنکا بجے گا۔
یزید اور اس کے حواریوں کو اس بات کا وہم ہو گیا تھا کہ وہ حضرت نقاء اور پیروؤں کی لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر کے

سربربیت کی ایسی مثال قائم کر رہے ہیں۔ جس کے خوف سے آئندہ دنیا میں حضرت امام حسین کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے گا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت کے رفقاء اور پیروؤں کی پامالی اور ان کے ایک ایک قطرۂ خون سے لاکھوں نہیں۔ بلکہ کروڑوں ایسے عقیدت مند پیدا ہونگے جو دنیا کے کونے کونے میں حضرت امام حسین اور ان کے رفقاء کی قربانیوں پر فخر کرتے ہوئے ان کی ثنا کے نغمے گایا کریں گے۔

یزیدیوں کے سر پر بھوت سوار تھا۔ کہ وہ اہل حرم کی توہین و تذلیل کرکے اور قابل پرستش خواتین کو اذیتیں دے کر ایک ایسے وحشیانہ حربے کو استعمال میں لا رہے ہیں۔ کہ جس کی وحشت سے آئندہ کسی عورت کو یزیدیوں کے ظلم و جبر کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اور ہمیشہ کے لئے بلا خوف و خطر چین سے خلافت کی بانسری بجاتے رہیں گے۔

گمراہ یزیدیوں کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ جن معزز خواتین اہل حرم کی توہین و تذلیل کرکے وہ آج خوشیاں منا رہے ہیں۔ وقت آئے گا جب کہ انہیں معصوم اور بے گناہ خواتین کی مصائب انگیزیاں ایک دن ایسا رنگ لائیں گی، کہ ہر گھر میں ان بہادر خواتین کی بے نظیر قربانیوں کے نہ صرف گونج گا لے

یاد کریں گے۔ بلکہ آئندہ دنیا میں جابر یزید اور اس کے حواریوں کا کوئی نام بھی باقی نہ رہے گا۔

مذہب اسلام کے موجودہ عروج و ترقی میں حضرت امام حسین اور ان کے عزیز و اقارب و رفقاء کی شاندار قربانیوں کا راز مضمر ہے۔ اس وجہ سے حضرت کا نام تمام دنیا میں آج عزت و احترام سے لیا جاتا ہے اور جب تک دنیا قائم رہے۔ شہادت اور قربانی کے شیدائی حضرت کی یادگار کو خلوص اور صدق دل سے مناتے رہیں گے جس طرح ہم منا رہے ہیں۔

سردار سنت سنگھ (پریذیڈنٹ یوپی سنٹرل سکھ دیوان و ایڈیٹر الضاف"۔

(یادگار حسینی منعقدہ لکھنؤ)

سکھ عقیدت مند

تشنہ کامی، بیکسی، غربت، فریبِ دشمناں — نوکِ خنجر، بارشِ پیکاں بلائے خوں چکاں

ہے دمِ شمشیر سے بھی تیز تر راہِ جہاں — ہر قدم اک مرحلہ ہے، ہر نفس اک امتحاں

زندگی پھر اہلِ دل کی اور آسانی طلب!

یہ وہ مے ہے جس کا ہر قطرہ ہے قربانی طلب

فطرتِ آدم کو کر دیتی ہے قربانی بلند — دل پہ کھل جاتی ہے اس کے نور سے اسرار

مہر و ماہ ہوتے ہیں اس کی خاکِ پا ارجمند — ہے فرشتوں کے گلوئے پاک میں اس

سر وہ جس میں ذوقِ قربانی ہو جھک سکتا نہیں

تنکوں سے بڑھتا ہوا سیلاب رک سکتا نہیں

گلشنِ صدق و صفا کا لالۂ رنگیں حسینؑ! — شمعِ عالم مشعلِ دنیا چراغِ دین حق

سر سے پا تک سرخیِ افسانۂ خونیں حسینؑ — جس پہ شاہوں کی خوشی قربانِ غمگیں ح

مطلعِ نورِ مہِ پرویں ہے پیشانی تری،

باج لیتی ہے ہر اک مذہب سے قربانی تری

جادۂ عالم میں ہے رہبر ترا نقشِ قدم — سایۂ دامن ہے تیرا پرورش گاہ

بادۂ ہستی کا مستی سے تیری ہے کیف و کم — اٹھ نہیں سکتا تیرے آگے سرِ لوح

تو نے بخشی ہے وہ رفعت ایک مشتِ خاک کو
جو یہاں سرکردگی حاصل نہیں افلاک کو

…ا نغمۂ بزمِ حقیقت نغمۂ سازِ مجاز — نازکے آئینہ روشن میں تصویرِ نیاز
…یدہ حق بیں، دلِ آگہ، نگاہِ پاکباز — رونقِ شاہ عجم اے زینتِ صبحِ حجاز

تو نے بخشی ہر دلِ مردہ کو وہ شمعِ حیات!
جس کے پرتو سے چمک اٹھی جبینِ کائنات!

…ارشِ رحمت کا مژدہ، بابِ حکمت کی کلید — روزِ روشن کی بشارت، صبحِ رنگیں کی نوید!
…ہر نظامِ کہنہ کو پیغامِ آئینِ جدید — اے کہ ہے تیری شہادت اصل میں مرگِ یزید

تیری مظلومی نے ظالم کو کیا یوں بے نشاں
ڈھونڈتا پھرتا ہے اس کی ہڈیوں کو آسماں

ہر گلِ رنگیں شہیدِ خنجرِ جورِ خزاں! — ہر دلِ غمگیں ہلاکِ نشترِ آہ و فغاں
جاگزیں ہے اے سحر ہر سمت میں دودِ نہاں — پھول پر شبنم چھڑکتا ہوں تو اٹھتا ہے دھواں

سکھ عقیدتمند

خنجر آہن گلوئے مردِ تشنہ کام ہے،
چھوٹ نہیں سکتا یہ وہ داغ جبینِ شام ہے

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر دہلوی

(الواعظ)

حسینؑ پارسیوں کی نظر میں

اگر شہید اعظم حسینؓ کی قربانیاں نہ ہوتیں تو دنیا اخلاق، مذہب اور صداقت سے نا آشنا رہتی۔ دنیا شہدا کی ممنون ہے جنہوں نے موت کو ذلت پر ترجیح دی۔ امام حسینؑ ان شہدا کے سردار ہیں جنہوں نے انسانیت کی خدمت کے لئے جان دی۔ ہم کو ان کی یاد اپنے عمل سے منانا چاہیے اور ان کی قربانیوں سے سبق لینا چاہیئے۔

دستور کیخسرو مہیار کنوز (پیشوائے اعظم فرقہ پارسی)

(شیعہ لاہور)

امام حسینؑ نے کربلا کے میدان میں آج سے تیرہ سو سال قبل جو قربانی پیش کی تھی۔ وہ ہمارے لئے ایک نمونۂ ہدایت ہے اور صدق و باطل کے معرکہ میں ہم کو اپنا حق ادا کرنے کی ہمت دلاتی ہے۔ امام حسین نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شکست کھائی مگر اس شکست میں لافانی فتح مضمر ہے۔ امام حسینؑ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر صحیح روح، سچے عزم اور بلند مقصد کو پیشِ نظر رکھا جائے تو دشمن کی کثیر تعداد کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

(سر بہرام جی۔ جی۔ جی بھائی (سابق صدر امپیریل بنک آف انڈیا)
(حسینی پیغام۔ بمبئی)

حسین علیہ السلام عیسائیت کے آئینہ میں

حسینؑ دین دار۔ خدا پرست، فرزندِ اور بے مثل بہادر تھے۔ وہ سلطنت اور حکومت کے لئے نہیں لڑے بلکہ خداپرستی کے جوش میں یزید سے اس لئے بیزار تھے کہ وہ اسلام اور دینِ محمدیؐ کے خلاف تھا۔"

(مسٹر جان لونگ)

۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ ـ مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۵ء اس لاجواب لڑائی کی تاریخ ہے ـ کئی ہزار فوج کے ساتھ لڑنے میں بہتر آدمیوں کا زندہ رہنا محال تھا ـ زندگی تلف ہو جانے کا یقین کامل تھا: نہایت آسانی سے ممکن تھا کہ حضرت امام حسینؑ یزید سے اس کی تمنا کے موافق بیعت کر کے اپنی جان بچا لیتے مگر اس ذمہ داری کے خیال نے جو مذہبی لیڈر کی طبیعت میں ہوتا ہے ـ اس بات کا اثر نہ ہونے دیا اور آپکو نہایت سخت مصیبت اور تکلیف پر بھی ایک بے مثل صبر و استقلال کے ساتھ قائم رکھا ـ چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتل ـ زخموں کی تکلیف، عرب کی دھوپ، اس دھوپ میں زخموں سے نڈھال کی پیاس یہ ایسی تکلیفیں نہ تھیں جو سلطنت کے شوق کے سامنے کسی آدمی کو صبر کے ساتھ اپنے ارادے پر قائم رہنے دیں ـ

مسٹر واشنگٹن اورنگ

(انجام کراچی)

آؤ ہم دیکھیں کہ واقعۂ کربلا سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے ۔ سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ شہدائے کربلا کو خدا کا کامل یقین تھا ۔ اس کے علاوہ ان سے قومی غیرت اور حمیت کا بہترین سبق ملتا ہے جو کسی اور تاریخ سے نہیں ملتا ۔

وہ اپنی آنکھوں میں اس دنیا سے اچھی دنیا دیکھ رہے تھے ،

ایک نتیجہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ جب دنیا میں معصیت اور غضب وغیرہ بہت ہوتا ہے تو خدا کا قانون قربانی مانگتا ہے اس کے بعد تمام راہیں صاف ہو جاتی ہیں ۔

مسٹر کارلائل (مصنف ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ)

(انجام کراچی)

دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گزرے ہیں جن کے سامنے رستم کا نام لینے کے قابل نہیں۔

بہادری میں اول درجہ کا مرتبہ حسینؑ ابن علیؓ کا ہے، کیونکہ میدان کربلا میں ریت پر تشنگی اور گرسنگی کی حالت میں جس شخص نے ایسا کام کیا ہو اس کے سامنے رستم کا نام وہی شخص لے گا جو تاریخ سے واقف نہیں۔

مسٹر جیمس کارکرنؔ (مصنف تاریخ چین)

(انجام کراچی)

حسین میں صبر و استقلال زورِ اخلاق کے وہ اعلیٰ جواہر اور کمالات موجود تھے، جو عام انسانوں میں نہیں پائے جاتے اس لیے حسینؑ کی ذات خود ایک معجزہ ہے۔ حسینؑ کی بہادری اور شجاعت کی مثال شاید ہی دنیا کبھی پیش کر سکے۔ اقوامِ عالم کی تاریخ کبھی کوئی ایسا سورما پیش نہ کر سکی جو ہزاروں سے یکہ و تنہا لڑا ہو اور بہ رضا و رغبت مرنے پر تیار ہو گیا ہو۔

(انجام کراچی)

حسینؑ اپنے ششماہے کو گود میں لیے ہوئے تھے آپ اس بچے سے نہایت مانوس تھے اور بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ نے اپنی محبت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ ایک زہر آلود تیر آیا اور معصوم کے دل کو چیر گیا۔ باپ کی گود میں بچے کی خون آلود لاش رہ گئی۔ حسینؑ نے اپنے دونوں ہاتھ زخم کے نیچے لگا دیئے چُلو جب تیز بہتے ہوئے خون سے بھر گئے تو غم زدہ باپ نے آسمان کی طرف پھینک دیا۔

پاگل اور مجنون دشمنوں کی ٹڈی دل فوج اور زبردست رسالے جو محض اپنی کثرتِ تعداد پر مغرور ہو کر بہادر بنے ہوئے تھے۔ ہر طرف

سے نذیر مظلوم کربلا پر آ منڈ آئے اور آپ کے ہاتھ پر ایک شقی نے ایسا وار کیا کہ زخم کاری سے فی الجملہ بیکار ہو کر رہ گیا۔ ایک دوسرا وار آپ کی گردن پر پڑا جس سے آپ گھوڑے سے فرش زمین پر آگرے آپ فرش زمین پر زخموں سے چور چور پڑے ہوئے تھے کہ شقی ازلی نے آپ کے منہ میں نیزہ مارا۔ اس طرح ہر دلعزیز اور مقدس حسینؑ جو خاندانِ علیؓ کے تیسرے امامؑ تھے، شہید کر دیئے گئے۔

بے حس و بے رحم فاتحین جو انسانیت کے دعوی سے اس قدر بے بہرہ تھے جس قدر تہذیب و اخلاق سے مظلوم کی لاش پر شیطانی کینہ کے ساتھ خوشیاں منانے لگے اور حضور کے سر اقدس کو تن سے جدا کرنے کے بعد آپ کے خون آلود جسد پر جو پہلے ہی تینتیس[۳۳] زخموں سے چور چور ہو رہا تھا۔ اس قدر گھوڑے دوڑائے کہ اس بہادر کے جسم سے جو کچھ باقی بچا۔ وہ تڑپتے ہوئے لوتھڑوں کا ایک ڈھیر تھا۔

یہ ناقابل شناخت گوشت کے ٹکڑوں کا ڈھیر اس شجاع کے جسم کا تھا جس کی تعریف و توصیف کرنے پر شعرائے زمانہ فخر کرتے

ہیں ۔ اور جس کی بہادری و شجاعت کی مثال شاید ہی دنیا کبھی پیش کر سکے ۔

مسٹر آرتھر این ولسٹن ، سی آئی ای
(مصنف ہاٹ آور دِ محمڈنز)

(حسینی پیغام)

امام حسینؑ کی تاریخی حیثیت ہم پر ایک بار اور یہ امر ظاہر کرتی ہے کہ کوئی نہ کوئی خدائی آواز موجود ہے جس کے مطابق ہر ملک کے فرد اور قوم کی رہبری ہوتی رہتی ہے اور اس کا اثر ان پر پڑتا ہے۔

امام حسینؑ نے کامل انسانیت کے نمونہ کو دنیا میں پیش کرنے میں کامل ترین حصہ لیا ہے۔ سب سے بالا تر ان کی اصلاحی کوشش ہے اور وہ جرأت ہے۔ جس سے انہوں نے اس کام کے پورا کرنے میں مصائب کا مقابلہ کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ روحانی دوستی و صداقت کو بالاتر رکھنے میں جو قربانی جیلی جاتی ہے۔ اس کی عظمت سے انسانی زندگی کی قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس بات میں خاص معنی ہیں۔ کہ اگرچہ خدا کے یہ سپاہی اپنے مقاصد کے حصول کے واسطے بظاہر مادی دنیا میں جنگ کرتے ہیں۔ اور مفتوح ہوتے ہوتے ہیں۔ مگر عالم روحانی میں ان کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ اور چونکہ اخلاقی و روحانی دنیا مادی دنیا کی اساس یا بنیاد ہے اور اخلاقی و روحانی دنیا کی رہبری کر سکتی ہے اس لیے ان عظیم الشان انسانوں کی شکست بھی کچھ دنوں کے بعد مادی دنیا میں فتح کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے

امام حسینؑ ہمیں حق و صداقت کے لئے جنگ کرنا سکھاتے ہیں اور یہ بھی سکھاتے ہیں کہ انسانوں کو خود غرضی اور ذاتیات کی وجہ سے نہ لڑنا چاہئے

بلکہ مظلوموں کے حقوق کی حفاظت کیلئے اور ان لوگوں کی حفاظت کے لئے جو بے انصافی کے شکار ہیں :-

حسینؑ کی سیرت سے ہم کو یہ درس بھی حاصل ہوتا ہے کہ ہم کو صداقت کی حمایت کے واسطے آمادہ رہنا چاہئیے اور اس کے واسطے جنگ کرنا چاہئیے۔ خواہ ایسا کرنے سے ہم کو شکست ہی کیوں نہ ہو اور ہم کو قربانی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

مسٹر پریمل پیٹر پرنگ

(انسان کامل)

لوگ نئے نظام کا ذکر کرتے ہیں، لیکن صرف وہی نظام باقی رکھنے کے قابل ہے جس کی بنیاد روحانیت پر ہو۔ ان اصولوں پر جن کی تعلیم خود حسینؑ نے دی تھی۔ یعنی انفرادی اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی زندگی میں رواداری، آزادی، تحفظ اور انصاف کی تعلیم اس قسم کے نئے نظام میں سلطنت کے غلبہ جبر و ظلم کا امکان نہیں رہے گا۔ بلکہ ایک مشترک زندگی ہوگی جو ایک انسانی و قومی اخوت قائم کرے گی۔ درحقیقت امام حسینؑ اس انسانی فہم و ذکاوت کا اعلیٰ نمونہ ہیں جو تنفر جنگ، ظلم کی تاریک وادیوں میں سے ہوتی ہوئی، ریگستانوں اور سمندروں کو عبور کرتی ہوئی امن وامان اور تعاون و ہمدردی کی منزل کی طرف اپنا مقدس سفر جاری رکھتی ہے۔ امام حسینؑ کی زندگی ہمارے لئے ایک مفید عالم اور نصیحت آموز قصہ ہے پیغمبر اسلام کا نواسہ اور حضرت علی مہتم بالشان کا فرزند جس نے قسطنطنیہ میں بحیثیت ایک بہادر سپاہی کے کام سرانجام دیا تھا اور جس نے بحیثیت ایک عادل حاکم کے حکومت کی تھی۔ ان تمام طریقوں سے انہوں نے دکھا دیا تھا کہ کس طرح نوجوانوں کو اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا احترام اور ان کے اوصافِ حمیدہ اور جذبۂ

خدمتِ خلق کو جاری رکھنا چاہیے۔

سر فریڈرک جیمس (گولڈ آف لنڈن)

(حسینؑ دی مارٹر)

کون ہے جو امام حسین کی حق و صداقت کو بلند کرنے والی اس لڑائی کی تعریف کئے بغیر رہ سکے گا، دوسروں کے لئے جینے کا اصول اور کمزوروں اور دکھیاروں کی امداد کو اپنا مقصدِ حیات بنانے کی بے نظیر مثال امام حسین کی بے لوث شخصیت سے زیادہ روشن اور کہیں نہیں مل سکتی جنہوں نے اپنی نیز اپنے محبوب ترین عزیزوں اور ساتھیوں کی جان کی بازی لگادی، لیکن ایک ظالم اور طاقت ور بادشاہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔

گو حق اور صداقت کی بے بہا خوبیوں کی حفاظت اور دوسروں کی بھلائی کے لئے امام حسینؑ نے آج سے تیرہ سو برس پہلے اپنی جان دی تھی، لیکن پھر بھی ان کی لافانی روح آج بھی دنیا میں لاتعداد انسانوں کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے اور ان کی شہادت کی پاکیزہ یادگار ہر سال محرم میں تازہ کی جاتی ہے۔

(سر جارج ٹامس)

(حسین ڈے رپورٹ)

میں نے حضرت حسینؑ کی زندگی اور ان کے کارناموں کا مطالعہ بہت گہری نظر سے کیا ہے۔ میں نے ان میں خداوند یسوع مسیح کی سی محبت بھی پائی ہے اور ان کی سی پاکیزگی اور انسانی دوستی بھی دیکھی ہے اگر حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا تو حضرت حسینؑ کا سر زیب نیزہ کیا گیا۔ مسیح بھی حق اور صداقت کے لئے سولی پر لٹکایا گیا اور حسینؑ نے بھی حق اور سچائی کی مدافعت کے لئے اپنی اور اپنے بچوں کی جان قربان کی، اس لئے عیسائی فرقہ ان سے جتنی بھی محبت کرے کم ہے۔ وہ دنیا میں حق کا بول بالا کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ سے حق کا بول بالا ہو گیا۔ اب جب بھی کسی کی زبان پر حق اور شجاعت یہ دو نام آئیں گے تو ناممکن ہے کہ حسینؑ کا نام نہ آئے حسینؑ کی قربانی کی عظمت کا یہ ایک زندہ ثبوت ہے۔

کاش دنیا حسینؑ کے پیغام، ان کی تعلیم اور مقصد کو سمجھے اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی اصلاح کرے۔

ڈاکٹر کرسٹو فرڈی وکٹر نہ مشن ہسپتال بمبئی

(بمبئی کرانیکل)

امام حسینؑ اصولِ صداقت کے سختی سے پابند رہے اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک مستقل مزاج اور غیر متزلزل رہے۔

انہوں نے ذلت پر موت کو ترجیح دی۔ ایسی روحیں کبھی فنا نہیں ہوتیں اور امام حسینؑ آج بھی رہنمایانِ انسانیت کی فہرست میں بلند مقام کے مالک ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کے لئے روحانی پیغامِ عمل پہنچانے والے ہیں اور دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے واسطے نمونۂ کامل ہیں۔ وہ نڈر تھے اور خدا پرستی کی منزل میں کوئی طاقت ان کو خوف نہیں دلا سکتی تھی۔ وہ اپنے نصب العین کے حاصل کرنے میں سچائی کے ساتھ کوشاں رہے۔

ڈاکٹر ایچ ڈبلیو بی مورینو)

(حسینؑ دی مارٹر)

حضرت امام حسینؑ نے میدان کربلا میں انتہائی جد و جہد کے ساتھ لوگوں کو احکام رسولؐ کی طرف متوجہ کیا اور یہ بتایا کہ حق پہ ثابت قدم رہنے کی سعی انسان کا فرض اولین ہے۔ اگر حسینؑ میں سچا جذبہ کارفرما نہ ہوتا تو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں ان سے رحم و کرم، صبر و استقلال اور ہمت و جواں مردی ہرگز عمل میں آ ہی نہیں سکتی تھی۔ جو آج صفحۂ ہستی پر ثبت ہے اگر وہ دنیادار انسان ہوتے تو بلاشبہ دشمن کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے۔ مگر جذب الٰہی و تعلیمات محمدیؐ کا یہ اثر تھا کہ وہ مع تمام رفقا کے موت کے گھاٹ اتر گئے لیکن فسق و فجور اور غیر اسلامی اصول کی حمایت نہ کرنا تھی، نہ کی۔ جب انسان ان کے کارناموں اور شہادت کا حال تاریخ میں پڑھتا ہے تو اسے حسینؑ کی عظمت اور ان کی سیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حسینؑ نے اپنے رفقا میں بھی دین اپنے والا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے کہ اس کا کہیں بھی پتہ نہیں چلتا کہ ان کے اصحابؓ میں سے کسی ایک نے بھی مصائب میں ان کا ساتھ چھوڑ دیا

ہو۔ یہ ایک داستانِ غم ہے جس کا خاتمہ روح فرسا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ایک بلند بصیرت کا حامل، ایک بلند و عظیم مقصد کے لئے اپنی جان کی پروا نہیں کرتا۔ اپنے نفس کو قربان کر دیتا ہے مگر اصول کی قربانی کسی طور گوارا نہیں کرتا!

لارڈ ہیڈلے (لندن)

(حسینؑ دی مارٹر)

میری زندگی کا بیشتر حصہ تاریخ کے مطالعہ میں گذرا ہے۔ مگر جو کشش اور مظلومیت مجھے تاریخ اسلام کے اس باب میں نظر آئی جو حسینؑ اور کربلا سے متعلق ہے وہ کہیں نہیں دیکھی۔ مسلمانوں کے پاک نبیؐ کے وصال کے بعد ان کے نواسے نے جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ اسلامی تعلیم کی صداقت اور حسینؑ کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ حسینؑ نے سینکڑوں مشکلات کے باوجود اپنے اصولوں اور اسلامی نظام حکومت کی حفاظت کی۔ ایک جابر طاقت کے سامنے صف آرا ہونے میں ذرہ بھر جھجک محسوس نہیں کی۔ بڑی بہادری اور اولوالعزمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کیا اور اپنے جانثاروں کے ساتھ شہید ہو گئے۔

بلاشبہ تاریخ عالم میں ایسی مثالیں کم یاب ہیں، بلکہ نایاب اور جب ہم اس واقعہ کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اس کی اہمیت اور حسینؑ کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ انہوں نے جتنی تکلیفیں اٹھائیں اور جس شدید مصیبت کے عالم میں شہید ہوئے اس میں ان کا ذاتی مفاد نہ تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ خدا کے لئے کیا تسلیم

کرنا پڑتا ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد اب تک شہیدوں میں کوئی ان کے ہم پلہ نہیں گذرا۔

مسٹر جے۔ آر۔ رابنسن

(اتحاد لاہور)

دوستو بتاؤ، خوفناک قیامت کے دن تم کیا جواب دو گے، جب محمد صلعم تم سے سوال کریں گے، کہاں ہیں وہ صاحبانِ قرابت جن کی مودت میں نے تم پر فرض کردی تھی؟ جن میں ہر فرد کی جان مجھے ہزاروں جانوں سے زیادہ عزیز تھی (یہی نا) کہ بعض کو بھاری بھاری زنجیروں میں جکڑ کر تاریک قید خانوں میں اسیر کیا، اور کچھ کربلا کے بے آب و گیاہ صحرا میں زخموں سے چُور خاک و خون میں لتھڑے پڑے ہیں۔

جب تختِ عدالت کے روبرو تمہارا رسولؐ سے سامنا ہوگا تو وہ تم سے استفسار کریں گے۔ کیا اس شخص کے احسانات کا طریقۂ اظہارِ شکر گزاری یہی ہے۔ تمہارے لئے جس کا چشمۂ فیض نہایت آزادی سے جاری رہا۔

مسٹر ڈبلیو سی ٹیسلر

(مسلم ریویو)

رسولؐ کی نسل میں محض تنہا ایک حسینؓ ہی رہ گئے تھے، جو علیؓ اور فاطمہؓ کے چھوٹے بیٹے تھے، لیکن چونکہ ان میں باپ کی شجاعت اور بہادری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اسی سبب سے بید بہادر اور شریف خیال انسان تھے۔ حسنؓ کے گیارہ برس وفات کے بعد ۶۸۰ء میں کوفیوں کے بار بار طلب کرنے پر (جنہوں نے اطاعت کے وعدے کئے تھے)، آپؓ ایک مختصر جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس جماعت میں ان کی بیوی، دو لڑکے، ان کی بہنیں اور رفقاء میں چند سوار تھے۔ آپؓ جب عرب کے ریگستانوں کو طے کر گئے تو فرات کے کنارے جو کوفہ سے چنداں دور نہیں ہے۔ دشمنوں کے نرغہ میں گھر گئے۔

علیؓ اور فاطمہؓ کا شریف الخیال فرزند۔ رسولِ خدا کا پیارا نواسہ شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھا کر نامردوں کے دور کے حملوں سے زخمی ہو کر شہید ہو گیا۔ دشمن ان کے نزدیک جانے کی جرأت نہیں کرتے تھے کہ مبادا اس شیر کے پنجہ میں گرفتار ہو کر موت کے سپرد کر دیئے جائیں حسینؓ کا سر تن سے جدا کر لیا گیا اور کوفہ میں کوچہ بکوچہ

پھیلایا اور مشتہر کیا گیا۔ اس واقعۂ جانگسل نے میرے دل کو انتہا درجہ تہ و بالا کر ڈالا ہے۔

جسٹس آرنلڈ، ہائی کورٹ بمبئی،

(جیلنٹی دنیا)

اس مختصر جماعت کا ہر فرد یکے بعد دیگرے میدانِ کارزار میں شہید کر دیا گیا، یہاں تک کہ صرف حسینؑ اور آپکا خورد سال فرزند جو بہت ہی کم سِن تھا بقیدِ حیات تھے۔ یہ بچہ کون تھا؟ وہی مظلوم کربلا کا شش ماہہ بچہ علی اصغرؑ تھا۔ جس کی ماں کا دودھ خشک ہو چکا تھا، سخت گرمی تھی اور اس پر پانی بند تھا۔ کربلا کا ریگستان تھا۔ لو چلتی تھی اور بیابان تھا۔ بےزبان معصوم کی زبان مارے تشنگی کے خشک تھی اور ننھا سا کلیجہ کباب ہو رہا تھا۔ ادھر نرغۂ اعداء میں گھرے ہوئے باپ نے اس عالم بیکسی میں ایک آواز "ھل من ناصر ینصرنا" کی آواز بلند کی۔ ادھر شش ماہہ بچہ نے اپنے آپکو جھولے سے گرا دیا۔ ہاں ذرا دیکھنا۔ بھیڑیوں کی ٹڈی دل فوج میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ بیغیرتوں کے دل پسیج گئے، ظالم جلادوں کے جسموں میں رحم و کرم کی لہریں پیدا ہو گئیں اور سب نے یکزبان ہو کر کہا "ہاں ٹھیک تو ہے، حسینؑ ٹھیک فرماتے ہیں۔ اس بچے نے کیا قصور کیا ہے، اسے پانی کیوں نہ دیا جاتے"

ادھر مظلوم نے کہا کہ اگر تم کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس بہانے سے میں خود پانی مانگ رہا ہوں تو دیکھ لو میں اسے یہاں چھوڑ کر ہٹ جاتا ہوں۔ تم خود آ کر اسے پانی پلا دو۔

شمر ملعون کو فوج کی تبدیلیِ مزاج کا علم ہو گیا۔ اس نے حرملہ کو حکم دیا کہ کلام حسینؑ کو قطع کر دے۔ حکم سننے کی دیر تھی۔ حرملہ نے تین بھال کا تیر ایسا سر کیا کہ معصوم کے حلقِ نازک کو چیر کر بازوئے حسینؑ میں دَر آیا۔ اور بچہ باپ کے ہاتھوں پر منقلب ہو گیا۔

ڈاکٹر ایڈورڈ سیل (مصنّف خلافتِ بنی امیہ و بنی عباسؓ)

(حسینی پیغام)

حسینؑ اپنے زمانہ کی سیاست میں اعلیٰ درجہ رکھتے۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ارباب دیانت میں سے کسی شخص نے ایسی موثر سیاست اختیار نہیں کی جیسی کہ آنجناب نے اختیار فرمائی۔ آپ میں صفت سخاوت دیگر محبوب ترین صفات تھیں۔ ان کا مقصد سلطنت اور ریاست حاصل کرنے کا نہ تھا۔ صاف صاف اپنے ساتھیوں سے فرمائے جاتے تھے کہ جو جاہ و جلال کی حرص و طمع میں میرے ساتھ جانا چاہتا ہے، وہ مجھ سے الگ ہو جائے آپؑ نے بیکسی اور مظلومیت کو اختیار فرمایا۔ حسینؑ نے اپنی زندگی کے آخری وقت میں اپنے طفل شیر خوار کے باب میں وہ کام کیا کہ زمانے کے فلاسفروں کو متحیر کر دیا۔

حسینؑ کے واقعہ نے تمام وقائع پر برتری حاصل کر لی ہے۔ حسینؑ کا واقعہ عالمانہ، حکیمانہ اور سیاسی حیثیت کا تھا۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں کہیں بھی نہیں مل سکتی۔

ڈاکٹر میسیو ماربین (جرمنی)، مصنف سیاستِ اسلامیہ،
(حسینی دنیا)

سنہ ۶۰ھ میں مدبر معاویہ نے انتقال کیا۔ اور اس کا لڑکا یزید تخت نشین ہوا۔ اپنی تخت نشینی کے قبل ہی یزید نے مومنین کو بدنام کر رکھا تھا۔ وہ اعلانیہ شراب نوشی کرتا تھا۔ شکاری کتوں باز اور دیگر جانوران نجس کا، بے حد شائق تھا۔ اس رند مشرب اور ظالم کی تخت نشینی میں بہت سی ایسی رسمیں جاری ہو گئیں۔ جو کوفہ کے ارباب دیانت کے لئے ناقابل برداشت تھیں۔ اہل دمشق اپنے پیشوائے روحانی کے خاک رانہ اتباع میں سڑکوں پہ اعلانیہ شراب پیتے تھے۔ اور مثل اس کے اور بھی اپنے وقت کو خوبان شیریں نوا کی محبت میں صرف کرتے تھے۔

کیا یہ مذہب کی صریح توہین نہ تھی؟ یہ موقع سلطنت اور خلیفہ وقت سے تصادم کا تھا! حسینؑ کی پاک روح کو ضرور صداقت کے جذبات سے متاثر ہونا چاہیئے تھا۔ جب کہ آپ نے دیکھا کہ ظلم کے ایک خوفناک دیوتا نے گستاخی کے ساتھ مذہبی جامہ کو زیب تن کیا ہے۔

مسٹر اوسبورن (مصنف اسلام اینڈ دی عربس)

(حسینی پیغام)

بلند مرتبہ انسانوں کے بلند پایہ کارنامے ہیں۔ ارفع واعلیٰ زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بزرگ کی یاد منانا خود ہمارے لئے ہی سود مند ہے۔ وہ مثالیں جو شہدا نے اپنی حیات میں اپنا سب کچھ قربان کر کے پیش فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے ایسا نمونہ ہیں۔ جن کو پیش نظر رکھ کر ہم دنیا میں قوموں کو بہتر اور قابل فخر زندگی گذارنے میں رہنمائی کر سکتے ہیں۔

امام حسینؑ کی قربانی یقیناً تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ جس نے صداقت کو کذب پر فتح حاصل کرنے میں مدد پہنچائی۔

فادر پلاسس، ایس، جے پی، ایچ، ڈی، ڈی، ڈی لیبی،
(حسینی پیغام)

حسینؓ نے جامِ شہادت پی کر اسلام کو صفحۂ ہستی سے محو ہونے سے
بچا لیا محرّم کی اہمیت سمجھنے کے لئے واقعاتِ ماسبق پر نظر ڈالنا ضروری
ہے۔

صدیاں گذر گئیں کہ سردارِ کفار کے پوتے یزید پلید نے امام حسینؑ سے
طلب بیعت کی، آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں خدائے بزرگ و برتر کے
سوا کسی کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔ اس دوران میں یزید کی زیادتیوں
سے عاجز آکر اہلِ کوفہ نے امام حسینؑ کو بلا بھیجا کہ وہاں آکر اس کے
مظالم سے گلو خلاصی پائیں۔ آپؑ نے منظور فرمایا اور مع انصار و رفقا
روانہ کوفہ ہوئے۔

جب آپ کربلا کے میدان میں پہنچے تو ایک فوجِ کثیر نے آپ کو
بڑھنے سے روکا۔ اس فوج کا سردار شمر تھا اور فوج میں ۲۲ ہزار
آدمی تھے۔ یکم سے ہفتم تک آپ برابر افواجِ اعدا کو سمجھاتے رہے
کہ وہ ظلم و ستم اور ناحق کشت و خون سے باز آئیں لیکن انھوں نے
ایک نہ سنی۔ آپ کے دلائل کا کچھ اثر نہ ہوا۔ جب آپؑ ہر طرح
اتمامِ حجت فرما چکے اور آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ لڑائی ہونا لابدی

ہے اور ایک فوجِ کثیر کے مقابلہ میں آپ کو فتح نہیں ہو سکتی اور آپ مع انصار و اعزہ کے شہید ہو جائیں گے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ یزید کا حکم جاری ہو چکا تھا کہ سرِ حسینؓ اس کے سامنے حاضر کیا جائے آپ نے چودہ گھنٹہ کی مہلت مانگی جو کہ مل گئی۔ شبِ عاشورہ آپ نے تمام انصار و رفقا کو جمع کیا اور نہایت ہی پُر درد لہجے میں ایک طولانی تقریر فرمائی جس میں بعد از پند و نصائح آپ نے فرمایا کہ کل سخت سے سخت مصیبت کا سامنا ہے، میں تم سب کو متنبہ کرتا ہوں بعد ختم تقریر آپ نے وہ کام کیا جس کی مثال صفحہ عالم میں ملنا ناممکن ہے اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو انسانی کمزوریاں کا کس قدر احساس تھا اور کس درجہ آپ سخی اور رقیق القلب تھے۔ جذبہ ایثار آپ میں کس حد تک موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خیموں کے تمام چراغ گل کر دیئے جائیں اور جس کا جہاں جی چاہے، وہ اس دروازے سے چلا جائے۔ میں نے اپنی بیعت تم سے اٹھا لی ہے۔ دوسرے دن جب سپیدہ سحر آسمان پر ہویدا ہو تو سب کے سب ۷۲ جان نثار جامِ شہادت پینے پر کمر بستہ نظر آئے

آپ کی قلیل فوج کا ذکر ہی کیا۔ ایک ایک کرکے آپ کے تمام انصار میدان جنگ میں کام آئے۔ تمازتِ آفتاب تیز تر ہو رہی تھی، پیاس کا غلبہ زیادہ ہو رہا تھا۔ لیکن خیموں میں پانی کا ایک قطرہ بھی میسر نہ تھا۔ آپ کے شیر خوار بچے نے سوکھی زبان دکھا کر طلب آب کی۔ اس کو ہاتھوں پر لئے ہوئے آپ میدانِ جنگ میں آئے۔ اشقیاء سے پانی طلب کیا۔ مگر جواب میں ایک تیر دہانِ حلق اصغر کو چھیدتا ہوا گذر گیا اور وہ بچہ تڑپ کر امام کے کے ہاتھوں میں راہی ملکِ بقا ہوا۔ آپ قلبِ لشکر میں آئے، بہت سے اشقیاء کو فی النار کیا۔ سینکڑوں لاشے میدان میں پڑے ہوئے اور سینکڑوں زخمی ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ خود امام علیہ السلام زخموں سے چور چور رہے۔ آخر کار نرغۂ اعداء میں گھر گئے۔ زخموں کی کثرت سے گھوڑے سے گر کر فرشِ زمین پر آ گئے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے حرم قیدی کر لئے گئے، خیموں میں آگ لگا دی گئی اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانا پڑیں۔

اس شہادتِ عظمیٰ کی یادگار ہر سال ماہِ محرم میں منائی جاتی ہے۔
کیپٹن، ایل، ایچ، نبلٹ۔ جے پی ڈپٹی کلکٹر!!
(سرفراز لکھنؤ)

آج تیرہ سو سال بعد بھی ہم قربانیٔ حسین کو اتنا ہی موثر پاتے ہیں، جتنا کہ کسی زبردست جنگ کے خاتمہ پر میدانِ کارزار میں خونِ شہداء کی سرخی انسانی دلوں کو لرزا دیتی ہے۔ تاریخ اسلام کی یہ جنگ تمام جنگوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ جنگِ نینوا بظاہر آلِ رسولؐ کی شہادت پر ختم ہوئی۔ انسانی خون کے قیمتی جوہر پانی سے زیادہ ارزاں ہوئے، صغیر و کبیر طفلِ شیر خوار اور پردہ نشین مستورات تین یوم تک بھوک، پیاس اور صحرائی تکالیف کا شکار ہیں: بے رحمی، درندگی اور سفاکی کی تمام حدیں ظلم و ستم کی تمام رسمیں میدانِ کربلا میں تمام ہوئیں۔ امام عالی مقام صبرِ ایوب کو بھی شرمسار کر دینے والے صبر کے ساتھ، سینہ سپر ہو کر ان تمام مظالم کا مقابلہ کرتے رہے، اور ہنستے رہے لیکن جب کبر و ریا حد سے گذر گیا۔ باطل سر چڑھنے لگا۔ انسانیت کی جگہ درندگی نے لے لی اور رب سے بڑھ کر اسلام کے ہرے بھرے باغ میں فسق و فجور کی آندھیاں چلنے لگیں تو حسینؑ نے محسوس کیا کہ اب اس باغ کو سینچنے کی ضرورت ہے، دینِ مصطفوؐی کی تکمیل ایک زبردست قربانی کی محتاج ہے۔ جرأت و بہادری کا

صبر و رضا استقلال اور ہمت مردانہ کو لے کر حسینؑ میدان کارزار میں آئے۔ اپنی مٹھی بھر جماعت کے ساتھ ہزاروں کی فوج کے سامنے تن گئے اور انسانوں کے روپ میں چھپے ہوئے درندوں کو بتا دیا کہ حق اور انصاف کی کبھی شکست نہیں ہوتی۔ مرد ذلت کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے۔ مرد آزادی کو جان سے پیارا رکھتا ہے اور سب سے بہادر وہ ہے جو خود ہنستا ہوا مر کر اپنی قوم اور جماعت کو تباہی سے بچالے جو حق و راستی کی راہ میں اپنے خون کی قیمت نہ سمجھے اور اپنے ضمیر اور اپنی آزادی کو دنیا کی کسی قیمت پر نہ بیچے۔

واقعہ کربلا آج بھی دنیا کے ہر انسان کو بلا لحاظ قوم و ملت یہ درس دیتا ہے کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بدرجہا بہتر ہے جو راہ حق و صداقت میں قربان ہوا۔ وہ زندہ جاوید ہوگیا۔ بقا صرف سچی قربانی کو حاصل ہے!

حسینؑ کی قربانی قوموں کی بقا اور جہاد آزادی کیلئے ایک ایسی مشعل ہے جو ابدالآباد تک روشن رہیگی۔ حسینؑ کی شہادت شکست نہیں بلکہ اسلام کی نہ مٹنے والی فتح ہے۔ اسلام اس گرانقدر قربانی پر فخر کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ خوش بخت ہے وہ قوم جس میں حسینؑ ایسا جانباز مجاہد پیدا ہوا۔

کر دیا خون شہادت سے زمیں کو لالہ رنگ

یوں ہی ملتی آئی ہیں اسلام کو آزادیاں

مسٹر جے اے سیمس۔ اسپیشل مجسٹریٹ آگرہ۔ آنریری سیکرٹری، انڈین کرسچین ایسوسی ایشن

(حسینی پیغام)

ختم شد